مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 4 | دسمبر 2013ء | شمارہ 12

آج کی عورت کس طرف جائے؟

سانحہ راولپنڈی

چند گزارشات و مطالبات

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ
بناتِ اہلسنت سرگودھا

جلد نمبر 4 | دسمبر 2013ء | شمارہ 12

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر
مولانا محمد کلیم اللہ
نگران شعبہ رسائل و جرائد

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

سرکولیشن منیجر
0332-6311808

● آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں
www.ahnafmedia.com

Contact Us
www.ahnafmedia.com
zarbekaleem313@gmail.com

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ
سالانہ زرتعاون 300 روپے

ناشر احناف میڈیا سروس

فہرست

دکھے دلوں کا پیام لے لو (قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ) 6

سانحہ راولپنڈی... چند گزارشات و مطالبات (ادارایہ) 7

قربانی کا جذبہ..... (مولانا محمد کلیم اللہ)..... 9

آج کی عورت کس طرف جائے ؟..... (محمد جواد)..... 11

ٹیک اوور ..... (ناصر بن جابر) 18

انوکھی تدبیر ..... (حافظ محسن شریف) 23

قدرت کے کرشمے ..... (بریرہ عابد)..... 27

وقت کا پہیہ ..... (اہلیہ مفتی شبیر احمد)..... 33

بوڑھی اماں جی!!!..... (انیسہ جاوید) 35

"مسلمان" کی ضرورت ہے!! ..... (محمد صفتین احمد) 37

پرایا بوجھ ..... (عبد الہادی، انڈیا) 39

چار باتیں .... (انجم خورشید)..... 42

ماں کا قرض..... ..... (ام حذیفہ) 44

ایک چالاک، ایک بے وقوف ..... (معظمہ کنول) 45

بڑا سخی کون؟ .... (رانا سعید اقبال)..... 49

ظہیر الدین محمد بابر ..... (امان اللہ کاظم)..... 50

بے پردہ عورت .... (رومیشہ مجتبیٰ)..... 61

گاجر کا حلوہ .... (اہلیہ مولانا عابد جمشید)..... 62

www.ahnafmedia.com

درسِ قرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 34)

ترجمہ:

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو، مگر ایسے طریقے سے جو (اس کے حق میں) بہترین ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو، یقین جانو کہ عہد کے بارے میں (تمہاری) باز پرس ہونے والی ہے۔

تفسیر:

یہ یتیم کے رشتہ داروں اور خاص طور پر اس کے سرپرستوں کو خطاب ہو رہا ہے کہ اگر یتیم کو اپنے مرحوم باپ سے میراث میں کوئی مال ملا ہو تو اسے امانت سمجھو، اور اس میں وہی تصرف تمہارے لیے جائز ہے جو یتیم کے حق میں فائدہ مند ہو، کوئی ایسا کام جائز نہیں جس میں اس کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو،، مثلاً کسی کو قرض دے دینا یا اس کی طرف سے کسی کو تحفہ دے دینا۔ البتہ جب وہ پختگی کو پہنچ جائے یعنی بالغ ہو کر اسے اتنی سمجھ آجائے کہ وہ اپنے نفع نقصان کو خود سمجھنے لگے تو اس وقت اس کا مال اسی کے حوالے کر دینا واجب ہے۔ یہ مسئلہ قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ سورۃ النساء (2:4) میں بیان فرمایا ہے۔

دعا ہے اللہ کریم ہم سب کو قرآن کریم کے احکامات پر عمل اور منہیات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آسان ترجمہ قرآن از مفتی محمد تقی عثمانی ص 607)

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارك لی فی رزقی

(السنن الکبریٰ للنسائی)

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما دیجیے! اور میرا گھر بڑا بنا دیجیے اور میرے رزق میں برکت عطا فرمایئے۔

تشریح: ووسع لی فی داری یعنی گھر کو وسیع بنانے کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ظاہری طور پر بڑا گھر ہو جائے اور دوسرے یہ کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے کہ گناہوں سے ہمارے دل میں اندھیرا ہے جس کی وجہ سے سارا عالم ضاقت علیھم الارض بما رحبت کا مصداق ہے۔ گناہ گار کو سارا عالم تنگ معلوم ہوتا ہے، جب سارا عالم اس کو تنگ معلوم ہوتا ہے تو اس کو اپنا گھر کیسے بڑا معلوم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جس سے ناراض ہوتا ہوں تو میری ناراضگی تو عرش پر ہوتی ہے مگر دو علامتوں سے دنیا میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔

1: ضاقت علیھم الارض بما رحبت پوری دنیا اس کو اندھیری لگتی ہے اور اتنی لمبی چوڑی زمین تنگ معلوم ہونے لگتی ہے۔ اس کا جینا جانوروں سے بھی زیادہ بدتر ہو جاتا ہے۔

2: وضاقت علیھم انفسھم وہ اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی گناہوں سے حفاظت فرمائے اور ہمیں نیکی کے کام کرنے کی اخلاص کے ساتھ توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامی الکریم

(خزائن الحدیث از حکیم محمد اختر شاہ رحمہ اللہ ص 131)

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

دکھے دلوں کا پیام لے لو

.....قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو عالی مقام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ مزار اقدس پہ جاکے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

www.ahnafmedia.com

سانحہ راولپنڈی...چند گزارشات و مطالبات

.....اداریہ

گزشتہ چند دن قبل مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی پاکستان میں ایک بہت بڑا سانحہ رونما ہوا، چند دہشت گردوں نے بے گناہ نمازیوں کا قتل عام کیا قرآن کریم حفظ کرنے والے معصوم بچوں کا وحشیانہ طور پر ذبح کیا اور مسجد و مدرسہ سے ملحق بہت ساری دکانوں کو نذر آتش کیا جس کے نتیجے میں بے حد جانی اور مالی نقصان ہوا۔ ہم دارالعلوم تعلیم القرآن کے مہتمم اور اساتذہ وہاں کی تاجر برادری کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور تعلیم القرآن کے مہتمم مولانا اشرف علی کو فون کر کے اظہار تعزیت بھی کیا ہے وہ جو لائحہ عمل طے کریں گے ان سے بھرپور تعاون کی یقین دہانی بھی کروائی ہے۔ ہماری جماعت اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان اور ہمارے تعلیمی ادارے مرکز اہل السنت والجماعت سرگودھا کا اس بارے میں موقف چند گزارشات اور مطالبات کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں:

پہلی گزارش: بے گناہ نمازیوں کا قتل عام اور مدرسے میں بے گناہ طالبعلموں کو زخمی یا شہید کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ایسے لوگ خواہ وہ کسی فرقے یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اگرچہ وہ مسلمان نہ ہو اور اس طرح کے واقعات میں ملوث بھی نہ ہوں ان کو قتل کرنا بھی جرم ہے۔ چہ جائیکہ دینی تعلیم عام کرنے والے علماء اور حاصل کرنے والے طلباء کو قتل اور بھی بڑا جرم ہے۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

دوسری گزارش: آئندہ کیلیے لائحہ عمل کے حوالے سے ہم جمعیت علماء اسلام اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں جو پالیسی دونوں ادارے مل کر طے کریں گے ملک بھر کے تعلیمی اداروں کو ان کے ساتھ مل کر

www.ahnafmedia.com

چلنا چاہیے۔ جمعیت علماء اسلام اسمبلی کے فورم پر ہماری نمائندہ جماعت ہے جب وہ اسمبلی میں اس ایشو کو اٹھائیں تو ہمیں بھرپور طریقے سے ان کا ساتھ دینا چاہیے اور ہمارا اپنا تعلیمی ادارہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا چونکہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ملحق ہے اس الحاق کی وجہ سے ہم ہر ممکن حد تک کوشش کرتے ہیں کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی پالیسوں کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ ہمارا وہی موقف ہو گا جو جمعیت علماء اسلام اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ہو گا ہم ان سے علیحدہ کوئی ایسی پالیسی اختیار نہیں کریں گے جس سے ملک، دین یا ادارے کا نقصان ہو۔ ہمارے مطالبے یہ ہیں:

1: ہمارا حکومت پاکستان سے مطالبہ ہے کہ ان کو دو کام کرنے چاہئیں شہداء کے ورثاء کو معاوضہ دیا جائے، زخمیوں کا علاج معالجہ کرانا چاہیے اور جن تاجروں کا مالی نقصان ہوا ہے ان کے نقصان کا ازالہ کیا جائے۔

2: جس قدر مذہب اور مسلک سے وابستہ افراد پاکستان میں رہتے ہیں حکومت پاکستان ان کو اس بات کا سختی سے پابند کرے کہ وہ اپنی اپنی عبادات اپنی اپنی عبادت گاہوں میں ہی ادا کریں اگر کوئی بھی مسلک والا دوسرے فرقے کی عبادت گاہ کے سامنے اپنی عبادت کرے گا اس میں دوسرے فرقے کے جذبات مجروح ہوں گے ان کے جذبات کو دلی طور پر ٹھیس پہنچے گی۔

اگر ہماری معقول گزارشات اور ہمارے مطالبات پر سنجیدگی سے عمل درآمد کیا جائے تو پاکستان محفوظ ہو گا اور قتل وغارت بھی نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعتدال کے ساتھ اپنے مسلک میں رہتے ہوئے کام کرنے کی توفیق دے۔ اہل حق کے ساتھ وابستہ رکھے اہل حق کے ساتھ ہمارا خاتمہ ہو۔ اسلام اور پاکستان دشمنوں سے اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

www.ahnafmedia.com

قربانی کا جذبہ

.....مولانا محمد کلیم اللہ

میری قوم دکھوں کی ماری ہوئی ہے، آئے دن کے الم ناک واقعات، جان لیوا سانحے اور حادثات نے اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹوں کو چھین لیا ہے، کمر توڑ مہنگائی، اشیاء ضروریہ کی ارزانی، آئے روز حد سے تجاوز کرتی لوٹ کھسوٹ نے جینے کا لطف چھین لیا ہے۔ بلکہ اب یوں کہنے دیجیے کہ صبح وشام کی قتل وغارت گری دہشت گردی اور بربریت نے اس سے مرنے کا ڈھنگ بھی چھین لیا ہے، وطن عزیز کا ہر شہری خود کو غیر محفوظ سمجھنے لگا ہے تسلسل کے ساتھ کتنے واقعات ایسے رونما ہو رہے ہیں صبح کو ہنستے مسکراتے گھر سے خواتین نوجوان بچے بوڑھے نکلتے ہیں سرِ شام اسی گھر میں ان کے سر کٹے، مسلہ کیے ہوئے لاشے پہنچتے ہیں صبح کو جو گھر خوشیوں کا گہوارہ تھا شام کو ماتم کدے کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ وطن عزیز کو اندرونی سازشیں بیرونی قوتیں بالخصوص مغربی استعمار کے کچل کر رکھ دیا ہے سیاست اور مذہب دونوں کے نام پر ہونے والی فرقہ واریت نے اس وطن کے تمام شہروں کا سکون نابود کر دیا ہے وہاں نیک دل محب وطن حکمرانوں کی بھی نیندیں اڑادی ہیں۔

محرم الحرام کے مبارک ایام میں ہونے والے خونیں حوادثات نے وطن عزیز کے استحکام کو دولخت کر کے رکھ دیا ہے، ہر آنکھ پرنم اور ہر دل پر غم ہے، ماؤں بہنوں کی سرد آہیں، ان کی سسکیاں، مظلوموں اور بے کسوں کی فریادوں نے عرش عُلیٰ کو ہلا دیا ہے۔ ہمیں اس پر دکھ ہے اور بے حد دکھ ہے۔ یہ سچ ہے کہ آج ہم اس مبارک عمل کی حقیقت سے دور ہوتے جا رہے ہیں جس کو چھوڑ دینے سے ذلت مسلط کر دی جاتی ہے۔ ہماری اخلاقی حالت بھی قابل رحم ہے، ہمارے معاملات بھی غیر

www.ahnafmedia.com

شرعی ہوتے جارہے ہیں، ہماری خوشیوں اور غموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ نہیں دِکھتا۔ عبادات میں ہماری صورتحال انتہائی پتلی ہے۔ ان سب کے باوجود ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں، ہم حسینی مزاج بھی رکھتے ہیں، اہل بیت کرام اور اصحاب پیغمبر کے نقوش تابندہ سے ہماری تاریخ جگمگا رہی ہے۔ ہم مصائب میں واویلا اور ہائے ہائے کرنے کی بجائے کربلا کے شہداء کے وارث بنتے ہوئے رجوع الی اللہ کرتے ہیں، کشت وخون کی وادیوں میں کتاب اللہ کی تلاوت سے زبانوں کو تر رکھتے ہیں، اپنے دلوں کو ثبات بخشتے ہیں اور جب مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو ہم صبر واستقلال اور جرات وعزیمت کا نمونہ بن جاتے ہیں ہم اپنے بڑوں کی تعلیمات کو اپناتے ہیں، ان کی ہدایات کی ناقدری کرکے انہیں فراموش نہیں کرتے۔

میرے وطن کی زرخیز مٹی سے ابھی بھی ایسے کونپلیں پروان چڑھ رہی ہیں جو یہ کہتی ہیں اور سچ کہتی ہیں کہ ایسے حالات میں ہمیں اپنے اکابر کے حکم پر کان دھرنے چاہییں اگر ان کا حکم ہو کہ صبر کرو تو اپنے جذبات کی قربانی دے دیں اور اگر ان کا حکم عزیمت کو اختیار کرنے کا ہو تو پھر ہم اپنی جان کی قربانی دے دیں۔ ہمیں اپنے سفر کی طرف گامزن رہنا ہے ہم نے مل کر اس وطن کو امن اور سکون کا گہوارہ بنانا ہے ہم نے اس کی سلامتی اور اس کے بقا کے استحکام کے لیے دور تک جانا ہے۔

ہم حکومت وقت سے اس بات کا پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہر مسالک اور مذاہب کے لوگوں کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ اپنی عبادات کو اپنی عبادت گاہوں میں ادا کریں۔ ظالموں اور قاتلوں کو جلد قوم کے سامنے لاکر قرار واقعی سزا دے کر عوام کو سچا اور کھرا انصاف مہیا کریں۔ مقتولین کے ورثاء سے اظہار ہمدردی کریں اور آئندہ کے لیے امن وامان قائم کرنے کے لیے مضبوط لائحہ عمل تیار کریں کہ ملک میں قتل وغارت گری اور ہر طرح کی دہشت گردی ختم ہوسکے۔

www.ahnafmedia.com

آج کی عورت کس طرف جائے؟

محمد جواد .....

اسلامی معاشرے میں مرد اور عورت کا مقام کیا اہل مغرب کی طرح برابر ہے؟

فلسفہِ مساواتِ مرد و زن پر بات کرنے سے پہلے ہم سرسری طور پر یہ دیکھ لیتے ہیں کہ اسلام سے ہٹ کر دیگر ادیان اور اَقوام میں عورت کا مقام قدیم زمانے سے کیا رہا ہے۔ اگر اختصار سے بات کی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کے یونانیوں نے عورت کو سانپ سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا۔ سقراط نے کہا تھا کہ عورت سے زیادہ اور کوئی چیز دنیا میں فتنہ وفساد کی نہیں ہے۔ دوسری طرف یوحنا کا قول ہے کہ عورت شر کی بیٹی ہے اور اَمن وسلامتی کی دشمن ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا جب اُس وقت کے عیسائیوں کی سب سے بڑی سلطنت یعنی روم میں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بھی بدتر تھی جن سے جانور کی طرح کام لیا جاتا تھا اور اُن کے لیے ہر قسم کی آسائش ممنوع تھی۔ معمولی سے قصور پر عورت کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ رومن کیتھولک فرقے کی تعلیمات کی رو سے عورت بائبل کو ہاتھ تک نہیں لگا سکتی اور اسے گرجا گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ دور جاہلیت میں عورت جائیداد کی مانند ورثا میں منتقل ہوتی تھی۔ مگر خود وہ کسی کی جائیداد کی وارث نہیں ہوتی تھی۔

ہندوؤں میں عورت کو خاوند کے مرنے پر اس کے ساتھ جلنا پڑتا تھا۔ خود عربوں میں زمانہ جاہلیت میں لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زمین میں زندہ گاڑ دیا جاتا تھا۔ اور پرانی باتیں تو چھوڑیے ابھی 1971 تک دنیا میں اَمن اور مساوات کے چیمپئن اور مغرب کی ترقی یافتہ ریاست یعنی سوئٹزرلینڈ میں عورتوں کو ووٹ دینے کا بھی حق

www.ahnafmedia.com

حاصل نہیں تھا۔ (گو کہ ہم ایسی جمہوریت کے بالکل بھی حامی نہیں ہیں کہ جس میں گنا تو جاتا ہے مگر تولا نہیں جاتا)۔

اس کے برعکس اسلام نے پہلے دن سے ہی عورت کو نہ صرف یہ کہ عزت دی بلکہ معاشرے میں اُسے اُس کا جائز مقام بھی دیا۔ آیئے اب اس تناظر میں دیکھتے ہیں یہ فلسفہ مساوات مرد وزن کیسے وجود میں آیا؟

دوسری جنگ عظیم میں یورپ میں مردوں کی بڑی تعداد میں مارے جانے کے بعد قحط رجّال کی بدولت وہاں کی عورتوں نے میدان میں آکر معاش کی تلاش شروع کر دی۔ اور چونکہ وہاں کے قانون میں ایک سے زیادہ شادی کی گنجائش نہیں ہے اس لیے ایک طرف رشتوں کی کمی اور دوسری طرف عورتوں کی آزاد انہ زندگی اور مردوں سے اختلاط نے جنسی بے راہ روی کو بہت تیزی سے فروغ دیا۔ مردوں نے اس مسئلہ کا بھرپور طریقے سے ناجائز فائدہ اُٹھایا اور عورت کا جی بھر کے استحصال کیا۔

ظاہر ہے اخلاقی گراوٹ کی بدولت لوگوں میں مذہب سے دوری پیدا ہوئی اور جب مرد اور عورت دونوں نے ایک ہی طرح کے کام کرنے شروع کر دیے تو پھر عورت نے اپنے حقوق مردوں کے مساوی مانگنے شروع کر دیے۔ جب یہ آواز اُٹھنی شروع ہوئی تو ساتھ ہی فلسفہ مساوات نے جنم لیا اور دیکھا جائے تو بات تو ٹھیک ہی تھی کہ جب عورت مردوں کی طرح ہر کام کر رہی ہے تو پھر اُس کے ساتھ مردوں ہی کی طرح کا سلوک ہونا چاہیے۔ اور پھر اہل مغرب نے اس مسئلہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچا دیا لیکن مغرب میں لوگوں کا اس فلسفہ پر عمل پیرا ہونے کی بدولت معاشرتی انحطاط کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ جس نے بڑی سرعت سے اُن کے پورے معاشرتی نظام کو چوپٹ کر کے رکھ دیا۔ آج وہاں عورت ایک مرد کی طرح معاش کی ذمہ دار بھی ہے اور مرد عورتوں کی طرح بچوں کی دیکھ بھال اور گھر گھرستی کے دیگر

www.ahnafmedia.com

امور بھی سر انجام دیتا ہے۔

لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ رشتوں میں بیزاری آگئی اور خود غرضی کو فروغ حاصل ہوا! آج معاشی ترقی کے باعث مغرب میں بظاہر ہر شخص زندگی کے مزے اُڑا رہا ہے لیکن دراصل وہاں کاغذ کے خوشنما پھولوں میں پرفیوم کی خوشبو چھڑک کر اُسے مصنوعی حیات دینے کی بھونڈی کوشش کی گئی ہے۔ مغرب میں ہر فرد دوسرے شخص سے بیزار ہے۔ کسی کے پاس کسی کے لیے وقت نہیں ہے چاہے وہ سگی اولاد ہو یا والدین۔ وہاں ہر چیز 'میں' سے شروع ہو کر 'میں' پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔

وہاں تو اب ممکنہ طلاق کی صورت میں اپنا پیسہ بچانے کے لیے شادی تک نہیں کی جاتی۔ دو دوست ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھاتے ہیں تو اپنے اپنے پیسے دے کر۔ ایثار اور قربانی کسے کہتے ہیں اور اپنی کسی چیز کو اپنے کسی پیارے کے لیے قربان کر دینے میں جو قلبی راحت ہے وہ حقیقت مغرب کے 'اہل علم' کی سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ بچوں کی محبت کے ساتھ پرورش ایک ماں کے لیے فطری عمل ہے مگر جب اُسے غیر فطری طور پر مرد کے حوالے کیا گیا یا پھر نام نہاد معیار زندگی بہتری بنانے کے لیے جب میاں بیوی دونوں نے کام شروع کیا تو پھر 'ڈے کیر سینٹرز' اور نرسریاں وجود میں آئیں اور بچوں کی جیسے تیسے پرورش شروع ہو گئی۔ ہر دو صورت میں اولاد نہ صرف یہ کہ والدین سے دُور بلکہ کافی حد تک متنفر ہو گئی اور ساتھ ہی اُن میں سے والدین کا ادب واحترام بھی رخصت ہو گیا۔ اور جو کچھ اِن بچوں نے اپنے بچپن میں کھو دیا ظاہر ہے وہ یہ بچے بڑے ہو کر اپنی اولاد کو بھی نہ دے پائے اور یوں دو سے تین نسلوں میں گھریا خاندان اور اجتماعی طور پر مغربی معاشرے کا شیرازہ بکھر گیا۔

گھوڑا گھاس کھاتا ہے اور کتا گوشت۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ گھوڑا کم حیثیت چیز کھاتا ہے اس لیے اللہ نے اس کی حیثیت کم رکھی ہے مگر کتا چونکہ گوشت کھاتا ہے

www.ahnafmedia.com

اس لیے اس کی حیثیت زیادہ ہے تو کیا یہ بات صحیح مان لی جائے گی؟ سب جانتے ہیں کے گھوڑے کی فضیلت تمام جانوروں میں سب سے زیادہ ہے لیکن اگر یہ کہا جائے گھوڑے اور کتے کے مابین مساوات تو تب ہی قائم ہو گی جب گھوڑے کو گوشت بھی کھلایا جائے اور کتے کو گھاس تو پھر اسے فطرت سے اختلاف کرنا کہیں گے۔ اگر گھوڑے کو آپ چارے کے بجائے گوشت کھلانے لگیں تو کیا ہو گا؟ گھوڑے کے دانت سے لے کر آنت تک نظام ہاضمہ میں کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے گوشت چبانے یا ہضم کرنے کے لیے نہیں بنایا۔ اس لیے جب یہ غیر فطری عمل کیا جائے گا تو اُس کا آغاز زبردستی اور تکلیف سے شروع ہو کر چند دنوں میں ہی موت پر ختم ہو گا۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالی نے جسمانی ساخت اور نفسیات کے حساب سے مرد اور عورت دونوں کے لیے الگ الگ فرائض رکھے ہیں۔ مرد کو نسبتاً جسمانی طاقت دی ہے تو ساتھ ہی اُس کو اپنے بیوی بچوں کے لیے معاش کی تگ و دو یعنی روٹی، کپڑا اور چھت مہیا کرنے کا پابند بنایا ہے۔ اور ساتھ ہی اُس پر الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر (جس میں جہاد فی سبیل اللہ بھی شامل ہے) کو لازمی قرار دیا ہے۔ یعنی ایک کام میں اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے تمام عمر صبح سے لے کر شام تک ہر روز کی جسمانی مشقت اور دوسرے عمل میں ممکنہ موت بھی رکھی ہے! لیکن اللہ نے ایسی کوئی ذمہ داری عورت کے جسمانی طور پر ناتواں وجود پر نہیں ڈالی۔

اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے عورت کو تمام فکروں سے آزاد کر کے معاشرے کی بنیاد ڈالنے کا اہم ترین فریضہ سونپا ہے یعنی اولاد کی اچھی نشو نما، دیکھ بھال اور پرورش۔ مجھے کوئی ایک سول انجینئر بتا دیجیے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ بغیر مضبوط اور سیدھی بنیاد کے کوئی بھی پائیدار عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے؟ کسی خاص انجینئرنگ تکنیک کو استعمال کیے بغیر یہ ممکن ہی نہیں ہے کشش ثقل اُس عمارت کو زمیں بوس

www.ahnafmedia.com

ہونے سے بخش دے۔

آج ہمارے معاشرے کا گرتا ہوا وجود شاید اِسی وجہ سے ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کی بنیاد اچھی نہیں ڈالی۔ ان بے چاروں کو پتہ ہی نہیں کہ صحیح کیا ہے غلط کیا ہے؟ اسلام در اصل ہے کیا؟ بچیوں کی تعلیم بھی ٹھیک سے نہیں کی گئی اس لیے انہوں نے بھی ماں بن کر اپنی اولاد کو اُس زیور سے آراستہ نہیں کیا کہ جس سے وہ دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوتی۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ چھوٹے بچوں کو کچھ سکھانا بڑے صبر والا اور دقت طلب کام ہے۔ اور یہ کام فطری طور پر صرف ایک پڑھی لکھی ماں ہی اپنی بے تحاشہ محبت کے صدقہ خوش اصلوبی سے ادا کر سکتی ہے۔ عمومی طور پر ایک ایسا باپ جو کسب حلال کے لیے دن بھر گھر سے باہر رہتا ہو اور محنت و مشقت کرتا ہو وہ یہ فریضہ احسن طریقہ سے ادا نہیں کر سکتا۔

معاشرے میں بے حیائی اور بے راہ روی کو پروان چڑھنے سے روکنے کے لیے اسلام عورت اور مرد کے درمیان آزادانہ اِختلاط کی اجازت قطعاً نہیں دیتا۔ مگر جب اہل مغرب نے نعرہ مساوات پر عمل پیرا ہو کر عورت کو گھر کی مضبوط چار دیواری اور اُس کے باعزت مقام سے اُٹھا کر اسے باہر بازار میں دھکیل دیا تو پھر دُنیا نے دیکھ لیا کے برائی نے کس طرح جنم لیا۔ غور سے دیکھا جائے تو اہل مغرب نے عورت کو معاش، کھیل اور دیگر تفریحات کے نام پر گھر سے باہر نکال کر اُس کو محض ایک خوش نما شو پیس کی حیثیت دی ہے۔ اور سب جانتے ہیں کے ایک شو پیس کی قدر بس اُس گھڑی تک رہتی ہے جب تک کہ وہ خوشنما ہو اور دل کو لبھاتا ہو۔ اسی طرح مغرب میں ایک عورت کی خوشنمائی جیسے ہی ڈھلتی ہے وہ بے وقت ہو کر معاشرے کے نچلے ترین درجہ میں پہنچ جاتی ہے۔ اُس بے چاری کی تو اولاد تک اس بُرے وقت میں اُس کا ساتھ نہیں دیتی۔

www.ahnafmedia.com

اس کے برعکس اسلام میں عورت کا مقام دیکھیے کے بچپن میں وہ ایک باپ کو پابند بناتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو شفقت سے پالے اور اُس کی حفاظت کرے تا وقت کہ اُس کی شادی ہو جائے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو اپنے باپ کے لیے باعث رحمت اور اُس کی تربیت کرنے کے عوض دوزخ کی آگ سے بچانے والی کہا ہے۔ اسلام شادی کے بعد شوہر کو اُس لڑکی سے محبت کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اُس کا تمام نان نفقہ ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اُسے معاشرے میں ایک باعزت مقام دینے کی تلقین کرتا ہے اور ساتھ ہی عورت کو اپنے شوہر کی ہر جائز بات پر اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عمر کے آخری دور میں عورت کی خوبصورتی ختم ہو جانے پر اور اُس کی جوانی ڈھل جانے پر یہاں تک کے اکثر اوقات چلنے پھرنے سے معذور ہو جانے کی حالت تک پہنچ جانے کے باوجود اسلام ایک عورت کو معاشرے میں عزت کی بلند ترین سطح پر لے جاتا ہے۔

یہ وہ مقام ہے کہ جہاں وہ نحیف ولاغر عورت براجمان ہو کر اپنے ساتھ کیے گئے سلوک کی بنیاد پر ایک طرح سے یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اُس کی اولاد جنت میں جانے کی اہل ہے بھی یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک ایسے جوان، قوی اور منہ زور مرد کو جو اپنی جوانی کے زعم میں دنیا مُسخّر کرنے کے خواب دیکھ رہا ہوتا ہے یہ باور کروایا ہے کہ اُس کی قسمت کی کُنجی اُس کی بوڑھی، کمزور اور ناتواں ماں کے لرزتے ہاتھوں میں بلکہ قدموں کے نیچے ہے۔ سبحان اللہ! کیا کوئی عورت کے اپنے اس منصب کا صحیح ادراک کر سکتا ہے؟ کیا کوئی شخص اس حدیث کا مطلب صحیح معنی میں سمجھ سکتا ہے کہ جب اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے زیادہ بہتر سلوک کا حق دار کون ہے؟ تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں، دوسری دفعہ بھی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں اور تیسری دفعہ بھی فرمایا تیری ماں۔

www.ahnafmedia.com

جب چوتھی دفعہ پوچھا گیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ۔

چاہے کوئی یہ بات سمجھے یا نہ سمجھے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام میں عورت کو بہت ہی بلند و بالا مقام دیا گیا ہے جو اُس گھٹیا مقام سے کہیں زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے جو آج اہل مغرب نے اپنی عورت کو گھر کی باعزت چار دیواری سے باہر نکال کر دیا ہے۔ اسلام میں عورت اور مرد کے مقام کو ہر بات میں مساوات کی کسوٹی پر نہیں پرکھنا چاہیے۔ کیونکہ اگر کہیں بحیثیت شوہر مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورت پر فضیلت دی ہے تو کہیں برابری بھی دی ہے۔ مثال کے طور پر سورہ نساء کی آیت نمبر 124 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہو گا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی" اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کہیں بحیثیت ماں عورت کا درجہ باپ یعنی مرد پر مقدم بھی فرماتا ہے یہاں تک کے اسلام نے ماں کی نافرمانی کو حرام کیا ہے۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مساوات کے بیہودہ فلسفہ سے ہٹ کر جو کام شریعت نے فطرت یعنی جسمانی ساخت اور نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مرد کے ذمہ ڈالے ہیں وہ مرد کو کرنے چاہیے اور جو کام عورت کے ہیں اُسے عورت کو ہی سرانجام دینا چاہیے۔

آخری بات: ہم مانتے ہیں کہ آج کے دور میں پاکستانی معاشرے میں عورتوں کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں اور اُن کو اُن کا جائز حق نہیں دیا جا رہا جس کے لیے وہ تمام مرد قصور وار ہیں جو ایسا کر رہے ہیں اور بے شک اِس کی سزا انہیں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ضرور ملے گی مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ناجائز ہو گا کے عورت بلاضرورت اپنی بنیادی ذمہ داری چھوڑ کر مردوں کے کام کرنا شروع کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم اپنے معاشرے میں اسلامی احکامات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں تو ان شاء اللہ ہمارا معاشرہ ٹھیک ہو جائے گا اور یہ ملک خوشحالی و ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔

www.ahnafmedia.com

ٹیک اوور

.....ناصر بن جابر

والد صاحب کا پیغام ملا فوراً واپس پلٹو! ایمر جنسی ہے۔ جھٹ پٹ ٹکٹ لیا اور قطر سے دبئی اور پھر لندن کو واپسی ہوئی، سارے پروگرام دھرے کے دھرے رہ گئے، گھر میں داخل ہوتے ہی ماحول میں اداسی کا احساس ہوا، پتہ چلا والدہ صاحبہ کو جگر کا سرطان تشخیص ہوا ہے اور وہ بھی آخری اسٹیج پر، والدہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی، میں جس طرح چھوڑ کر گیا تھا وزن اس سے آدھا ہو چکا تھا، رہ رہ کے خیال آتا شاید میرا اس طرح گھر سے چلے جانا، اس داغِ جگر کا سبب نہ بنا ہو!

میرا دل چاہتا تھا کہ والدہ مسلمان ہو جائیں اور اسلام ہمارے خاندان کو ٹیک اوور کر لے، مگر والدہ کی تمنا ایک روایتی ماں والی تھی یعنی مرنے سے پہلے بیٹے کا سہرا دیکھنے کی، لڑکی ہمارے خاندان سے ہی تھی اور مذہب کے معاملے میں کسی حد تک میری ہم خیال بھی تھی کیونکہ ہم دونوں کلاس فیلو بھی تھے، مجھے امید تھی کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے گی، مگر والدہ کے اسلام کی راہ میں میرے والد صاحب کا پہاڑ کھڑا تھا، وہ ایک روایتی گھریلو خاتون تھیں جنہوں نے اپنی ذات کو شوہر میں گم کر دیا تھا، میں نے جب ان سے اسلام کی بات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ "میں مرتے مرتے تیرے باپ کی نافرمانی نہیں کرنا چاہتی۔"

آخر کار میں نے اللہ کا نام لے کر اس پہاڑ کو خود سر کرنے اور والد صاحب سے بات کرنے کا فیصلہ کیا، والدین ہماری نفسیات کی رگ رگ سے واقف ہوتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ کے بعد ہماری ذات کے سب سے زیادہ واقف ہمارے والدین ہوتے ہیں۔ ادھر ہمیں کوئی خیال آیا نہیں کہ ان کی چھٹی حس نے ان کو بتایا

www.ahnafmedia.com

نہیں، آپ کے دکھ درد اور بے چینی کو محسوس کرنے کے لئے انہیں آپ کے بتانے یا الفاظ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ہماری ذات کی مین برانچ ہوتے ہیں، ہماری ساری ٹرانزیکشن انہیں کے ذریعے ہوتی ہے۔

جونہی میں والد صاحب کے پاس جاکر بیٹھا، انہوں نے ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی اور جان لیا کہ میں ان سے کوئی اہم بات کرنا چاھتا ھوں، وہ ایک منجھے ھوئے سفارت کار تھے اور انسانی کیمسٹری سے آگاہ! فرمانے لگے کیا کچھ سیکھا ہے؟ میں نے کہا وہ سب کچھ جس کے لئے آپ نے مجھے پاکستان تجویز کیا تھا! البتہ میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ امی جان مرنے سے پہلے مسلمان ہو جائیں، مگر وہ آپ کی رضامندی لیے بغیر یہ کام نہیں کر پائیں گی، وہ مرتے مرتے آپ کی نافرمانی نہیں کرنا چاہتیں، اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو اپنے ساتھ دوسری جان کا بوجھ بھی آپ کو اٹھانا پڑے گا، میں نے زندگی بھر آپ سے کبھی کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا، مگر اب میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اسلام کو اسٹڈی کریں اور دو چار دن میں کوئی فیصلہ کر لیں، اس سلسلے میں جو بھی وضاحت طلب باتیں ہوں وہ آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں مگر مجھے امید ہے کہ یہ دو کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ کو اسلام کے بارے میں تو کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ھو گی، البتہ یہودیت کے بارے میں شاید کچھ ڈسکس کرنا چاہیں تو میں اس پر بھی بات کر لوں گا۔

کتابیں میں نے ان کے حوالے کر دیں اور والد صاحب ان کتابوں کو لے کر اپنے کمرے میں مقید ہو گئے، یہ ان کی پرانی عادت تھی جب بھی کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوتا تھا تو وہ کھانے پینے کا بندوبست کر کے اپنے کو اپنے کمرے میں قید کر لیتے اور جب تک کوئی فیصلہ نہ کر لیتے کمرے سے نہ نکلتے، دو دن گزر گئے ایک رات تو پوری رات ان کے کمرے کی لائٹ جلتی رہی گویا وہ مطالعہ کرتے رہے، اگلا دن گزرا وہ باہر نہیں آئے،

www.ahnafmedia.com

ادھر والدہ شادی کی تفصیلات طے کرتی رہیں۔ اگلے دن شام کے بعد والد صاحب باھر نکلے اور باغیچے میں آکر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے، وہ تھکے تھکے لگ رھے تھے، آنکھیں اور چہرہ متورم تھا،، میں نے نوکر کے ہاتھ انہیں کافی بھیجی جو انہوں نے لے لی!

میں والدہ کے پاس بیٹھا ان کے پاؤں دبا رھا تھا جو یخ بستہ لگ رھے تھے کہ والد صاحب آکر میرے پیچھے کھڑے ہو گئے، میں سمجھ رھا تھا وہ کس قیامت سے گزر رہے ہیں، اپنی اولاد سے کچھ پوچھنا یہ والدین توہین سمجھتے ہیں، میں کھڑا ہو گیا اور انہیں تھام کر والدہ کے سرھانے پڑی کرسی پر بٹھایا، میں چاہتا تھا جو کچھ وہ پوچھنا چاہتے ہیں وہ والدہ کے سامنے ہی پوچھیں تا کہ بیک وقت دونوں میرے دلائل کو سن سکیں، والد صاحب نے کہا ہمارے جینیٹکل مذہب کا کیا بنے گا؟ کیا ہم سب سے کٹ جائیں گے؟

میں نے عرض کیا کہ ابا جان جہاں تک میں نے سوچا ہے اور نہ صرف راتوں کو جاگ کر سوچا ہے چلتے پھرتے اور سفر میں ہر جگہ سوچا ہے کہ اس جینٹیکل مذہب کے فلسفے کے پیچھے حقیقت کیا ہے؟ میں تو اس نتیجے تک پہنچا ہوں کہ یہ ہمارے علماء کا اپنی علمی کمزوری کو چھپانے کا بہترین حربہ ہے اور بس! اس کا تعلق دین سے نہیں نفسیاتی جنگ سے ہے، وہ نئے آنے والوں کو مطمئن نہیں کر سکتے اور جانے والوں کو دلیل سے روک نہیں سکتے لہٰذا انہوں نے یہ جینیاتی مذہب کا نظریہ گھڑ لیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ جب انسان کسی چیز کو اپنی کہہ کر اپنا لیتا ہے تو پھر اس کی حفاظت اور عزت کی خاطر کٹ مرتا ہے یہ اس کی ایگو کا مسئلہ بن جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی گائے بھینس کی توہین کو بھی اپنی ذات پر حملہ تصور کرتا ہے اور بدلے میں قتل کر دیتا ہے، ہمارے علماء جوان نسل کو چونکہ دلیل سے قائل نہیں کر سکتے لہٰذا انہوں نے اس کی راہ میں تعصب کی جینیاتی دیوار کھڑی کر دی ہے۔

ابا جان جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بستی کے لوگوں پر اسلام پیش کیا تھا تو

www.ahnafmedia.com

کیا وہ پوری بستی اور نمرود ان کا جینیاتی رشتہ دار تھا؟ جب یوسف علیہ السلام نے جیل میں قیدیوں پر اسلام پیش کیا تھا تو کیا وہ بنی اسرائیل کے جینیاتی رشتے دار تھے؟ پھر انہوں نے سارا مصر مسلمان کر لیا تو کیا مصری ان کے جینیاتی رشتے دار تھے؟

ابا جان جینز خاندان اور قوم بناتے ہیں، نظریات اور دین کا جینز کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا، نہ اللہ کا انسانوں سے تعلق جینیاتی رشتے داری کا ہے – آپ ایک ذہین و فطین آدمی ہیں، میں نے زندگی بھر آپ کو اپنا آئیڈیل بنا کر رکھا ہے، ہر جگہ ہر معاملے میں سوچا ہے کہ میرے ابا اگر ہوتے تو وہ کیسے ری ایکٹ کرتے، اور بالکل ویسا ری ایکٹ کیا ہے، میں آج بھی یہ سمجھتا ہوں کہ آپ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ میرے آئیڈیل کو ڈیمیج نہیں کرے گا، میں آج جس جگہ کھڑا ہوں یہ سب آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے، حق کی پیروی اور سچ کو سچ کہنے اور پھر اس پر ڈٹ جانے کا سبق میں نے آپ سے سیکھا ہے اور آج اس سبق کا پریکٹیکل آپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔

میں جانتا تھا والد صاحب دل سے قائل ہو چکے ہیں، بس اعلان کی ضرورت ہے ادھر والدہ ان کو "ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم" کی تصویر بنی دیکھ رہی تھیں، والد صاحب اٹھے میری کرسی کے پیچھے آئے تھوڑا سا جھکے اور اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھ کر ہلکا سا تھپتھپایا اور بولے شام کو مسجد چلیں گے اور باہر نکل گئے۔

یہ بھی اچھا ہوا مرد؛ مرد کے سامنے روتا ہوا اچھا نہیں لگتا جونہی ابا جان باہر نکلے میں نے اپنی کرسی سے جھک کر اپنے ہونٹ والدہ کے قدموں پر رکھ دیے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، اسلام ہمارے گھر میں داخل ہو گیا تھا، میں نے کبھی اتنی بڑی نعمت کا سوچا تک نہ تھا، اب مجھے یقین تھا کہ میری بہن اور باقی بھائی بھی مسلمان ہو جائیں گے!

شام کو ہم محلے کی مسجد میں گئے اور والد صاحب نے اسلام قبول کیا، جبکہ امی

www.ahnafmedia.com

جان نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، یہ ان کا ہی مطالبہ تھا کہ میں بیٹے کے ہاتھ پر ایمان لاؤں گی، اگلے دس دن شادی کے بندوبست میں لگے شادی ہوئی اور شادی کے چھٹے دن میری والدہ اللہ کو پیاری ہو گئیں، میری دنیا گویا اجڑ کر رہ گئی مگر یہ تو ایک فطری پراسیس ہے ہر ایک کو پیدا ہونے کی طرح مرنا بھی ضروری ہے، ایک ایک کر کے میرے دونوں بھائی پھر میری بہن میرا بہنوئی بھی مسلمان ہو گئے جبکہ یہ بتانا تو میں بھول گیا کہ میری بیوی نے بھی شادی سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا!

یہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے 30 سے زیادہ عزیز مسلمان ہو چکے ہیں اور مزید کی امید رکھتا ہوں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ پاک اس سعی کو قبول و منظور فرمائے، آپ سے اجازت چاہوں گا۔

اللہ حافظ

قرآن وسنت کی نشر واشاعت کا عالمی ادارہ

دارالایمان

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

کی تمام تالیفات، مدلل بیانات، آڈیو ویڈیو سی ڈیز، میموری کارڈز
اور مسلک اھل السنۃ والجماعۃ کے نامور مصنفین اور محققین کی تصنیفات کا مرکز

دارالایمان 17-فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0423-7350016, 0321-4602218

www.ahnafmedia.com

انوکھی تدبیر

.....حافظ محسن شریف، شیخوپورہ

وہ بازار میں لوگوں کو اپنی جھوٹی کہانیاں سنا کر جمع کرتا جب کافی لوگ جمع ہو جاتے تو وہ سرِعام داماد نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ یہودی کہتا۔ یہ ایک دبلا پتلا متعصب قسم کا آدمی تھا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی بغض رکھتا تھا۔ لوگ اس کو اس ذلیل حرکت سے منع کرتے لیکن وہ روز شرارت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہتا۔ لوگ اس کو قبیلہ کا سردار ہونے کی وجہ سے بزور طاقت روک نہ سکے۔ کوفہ شہر کے سب لوگ اس کی بری حرکت سے تنگ تھے۔ وہ اس کو بھرپور انداز سے سمجھانے کی کوشش کرتے لیکن وہ کسی کی بات پہ کان نہ دھرتا اور زیادہ شدت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہتا گویا کہ وہ اس اپنا مذہبی فریضہ گردانتا ہو۔

اس کی حرکت سے تنگ آکر بالآخر شہر کے معزز لوگوں نے ایک میٹنگ کا انعقاد کیا۔ رات کے وقت سب لوگ اس میٹنگ میں مدعو تھے۔ میٹنگ کا مقصد اس متعصب سردار کو اس کی حرکت سے باز رکھنے کا لائحہ عمل طے کرنا تھا۔

ساتھیو! میں تو کہتا ہوں مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی مزید گستاخیاں برداشت نہیں کرسکتے، کونے سے ایک نکلتے ہوئے قد والا نوجوان بولا۔ ہاں! یہ بالکل ٹھیک کہتا ہے ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے۔ اگر صحابہ کی عظمت کی خاطر ہمیں مل کر اس سردار کے قبیلے سے جنگ بھی کرنا پڑی تو ہم تیار ہیں۔ اس سردار کو ہم سبق سکھا کے رہیں گے۔ سب بیک آواز ہو کر بولے اور نوجوان کی بات کی تائید کرنے لگے۔

www.ahnafmedia.com

لیکن میرے دوستو! اس مسئلے کو خون خرابہ کے بغیر حل کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ سردار دوبارہ سمجھانے سے سمجھ جائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے سے باز آجائے۔ یہ آواز ایک جہاندیدہ بوڑھے کی تھی۔ سب لوگ اس بوڑھے کی بات کی طرف متوجہ ہوئے، لیکن یہ بھی تو دیکھیں نا، اس کو کتنی بار سمجھایا ہے لیکن مجال ہے اس کے کان پہ جوں تک رینگی ہو۔ یہ مسئلہ تو سختی سے ہی حل ہوتا نظر آتا ہے۔ ایک درمیانی عمر کے شخص نے کہا تو سارے اس کی بات کی تائید کرنے لگے۔

میرے دوستو! اس سردار کو ایک موقع اور دینا چاہیے ہمارے شہر میں ایک بہت بڑے عالم ہیں، ہم ان سے ساری بات عرض کرتے ہیں، مجھے امید ہے کہ وہ اس متعصب سردار سمجھانے کے لیے کوئی انوکھی تدبیر ضرور نکال لیں گے۔ بوڑھے نے معنیٰ خیز نظروں سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اوہ! ہاں اس بات کی طرف تو ہمارا ذہن گیا ہی نہیں، ضرور اس عالم سے یہ بات کہنی بات چاہیے ان شاء اللہ خون خرابے کے بغیر سردار کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے یہ بات کہی تو سب نے اس کی تائید کی۔

اگلے دن وہ سب ایک وفد کی صورت میں ایک معمولی سے مکان کے باہر کھڑے تھے۔ ایک آدمی نے آگے بڑھ کر دستک دی۔ دستک کی آواز سنتے ہی ایک نورانی چہرے والے عالم باہر تشریف لائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: باہر آتے ہی عالم نے وفد سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: وفد نے جواب دیا۔ جی خیریت؟ آپ لوگ سارے اکھٹے ہو کر آئے ہیں؟ عالم نے حیرت اور تجسس سے وفد سے سوال کیا۔

جی ہاں! اے مسلمانوں کے امام ہم سب خیریت سے ہیں، آپ سے ایک کام ہے اس کام کے سلسلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ

www.ahnafmedia.com

آپ ہمارا مسئلہ حل کر دیں گے۔ پھر وفد نے سردار کی ساری بات بتادی۔

ان دنوں سردار اپنی ایک بیٹی کے لیے رشتہ ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ عالم وفد کی ساری بات سن کر متعصب سردار کے گھر تشریف لے گئے۔ سردار آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اپنے گھر لے گیا اور آنے کی وجہ پوچھی۔ عالم: میں آپ کی بیٹی کے لیے ایک رشتہ لے کر آیا ہوں، لڑکا نہایت شریف، صاحبِ حیثیت، حافظِ قرآن، نہایت سخی اور عبادت گزار ہے اور خوفِ خدا خوب رکھتا ہے، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اور بڑا باحیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ عالم خاموش ہو گئے۔

سردار: حضرت آپ نے لڑکے کے اتنے اوصاف گنوادیئے بخدا یہ تو بہت اعلیٰ اوصاف والا ہے۔ اگر اس سے تھوڑا کم ہوتا ہمیں تب بھی منظور تھا۔ جلدی کیجئے ہمیں اس لڑکے سے ملوایئے ہمیں یہ رشتہ منظور ہے۔

عالم: لیکن۔۔۔۔۔

لیکن کیا؟ سردار جھٹ سے بولا۔

لیکن وہ لڑکا مذہباً یہودی ہے، عالم نے آہستگی سے جواب دیا۔ کیا کیا؟

یہ سنتے ہی سردار ایک دم اُچھلا اور شدت سے رشتہ کا انکار کرتے ہوئے کہنے لگا نہیں چاہیے ہمیں ایسا رشتہ۔ کیا آپ ایک یہودی سے میری بیٹی کا نکاح کروانا چاہتے ہیں؟ بخدا میں کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔ سردار نے ایک ہی سانس میں کئی باتیں کہہ ڈالیں۔

عالم نے جب دیکھا کہ میری تدبیر سے اب وہ اس نکتہ پر آگیا جس پہ وہ لانا چاہتے تھے۔ تو بڑے پیار سے فرمایا جب تمہیں اپنی بیٹی کے لیے ایک یہودی کا رشتہ نامنظور ہے تو حبیب کبریا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان سے زیادہ عزیز پیاری بیٹیوں کے لیے ایک یہودی کا انتخاب کیسے کر سکتے ہیں؟

www.ahnafmedia.com

اب اس سردار کا ماتھا ٹھنکا، وہ اپنے کے لیے نہایت پشیماں ہوا اور توبہ و استغفار کرنے لگا، معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا، اے مسلمانوں کے امام! آپ نے بڑے اچھے انداز میں مجھے یہ نکتہ سمجھا دیا۔ اب میں ہمیشہ کے لیے اس سے باز رہوں گا اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں آئندہ کبھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا نہیں کہوں گا۔

اس طرح اس عالم کی انوکھی تدبیر سے ایک متعصب سردار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو توہین کرنے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تائب ہو گیا، جس کو سارے لوگ مل کر بھی منع نہ کر سکتے تھے اور یہ مسئلہ بغیر کسی خون خرابے، لڑائی جھگڑے کے حل ہو گیا۔

آپ جانتی ہیں وہ عالم کون تھے؟ ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں وہ عالم اپنے دور کے بہت بڑے فقہیہ، بہت بڑے محدث، بہت بڑے متقی اور پرہیز گار، خدا رسیدہ انسان سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تھے۔

آپ کی پیدائش میں صحیح قول کے مطابق 80 ہجری میں پیدا ہوئے، جلیل القدر صحابہ کرام کے براہ راست شاگرد بنے، اس لیے آپ کو تابعی کہا جاتا ہے۔ آپ بڑے عقل و فہم والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کی تدوین کام لیا، فقہ اسلامی کو سب سے پہلے مرتب کیا اور آج بھی ان کے پیروکاروں کی تعداد دیگر اماموں کے مقابلے میں 70 گنا زیادہ ہے۔ بڑے بڑے نامور فقہاء علماء اور محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ امام صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور وہ ہر پیچیدہ مسئلہ کو اپنی خداداد فقاہت اور صلاحیت سے فوراً حل کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ امام صاحب رحمہ اللہ کی قبر پر کروڑ بار رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

www.ahnafmedia.com

قدرت کے کرشمے

.....بریرہ عابد، لاہور

اس کا نام ڈاکٹر احمد تھا اور وہ سعودی عرب کا معروف طبیب تھا۔ لوگ اس سے مشورہ لینے کے لیے کئی کئی دن انتظار کرتے۔ اس کی شہرت بڑھتی چلی گئی۔ دارالحکومت میں ایک انٹر نیشنل میڈیکل کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں اسے بھی دعوت دی گئی۔ اس کی خدمات کے پیش نظر فیصلہ ہوا کہ وہ اس کانفرنس میں نہ صرف کلیدی مقالہ پڑھے گا بلکہ اس موقع پر اسے اعزازی شیلڈ اور سرٹیفکیٹ بھی دیا جائے۔ ڈاکٹر احمد اپنے گھر سے ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہوا۔

وہ بڑا خوش اور پُر سکون تھا۔ آج شام اس کی تکریم اور عزت کی جانے والی تھی۔ اس کا سوچ کر وہ اور بھی زیادہ آسودہ ہو گیا۔ ائیر پورٹ پر وہ معمول کی چیکنگ کے بعد فوراً ہی ہوائی جہاز میں سوار ہو گیا۔ اس کی فلائٹ وقت کے مطابق پرواز کر گئی کوئی آدھ پون گھنٹے کے بعد ائیر ہوسٹس نے اعلان کیا ہم معذرت خواہ ہیں کہ طیارے میں فنی خرابی کے باعث ہم قریبی ائیر پورٹ پر اتر رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

فلائٹ بغیر کسی رکاوٹ اور حادثے کے قریبی ائیر پورٹ پر اتر گئی۔ مسافر جہاز سے اتر کر لاؤنج میں چلے گئے۔ ڈاکٹر احمد بھی دیگر مسافروں کے ساتھ طیارے کی فنی خرابی کے درست ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ائیر پورٹ اتھارٹی نے اعلان کیا: خواتین و حضرات! انجینئر نے بتایا ہے کہ فنی خرابی کے درست ہونے کا فوری طور پر کوئی امکان نہیں ہے۔ لہٰذا مسافروں کے لیے متبادل طیارہ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ یہ طیارہ کب آئے گا؟ کسی کو علم نہ تھا۔

www.ahnafmedia.com

تھوڑی دیر بعد نیا اعلان ہوا کہ متبادل طیارہ کل ہی آسکتا ہے۔ ہم اس زحمت کے لیے معذرت خواہ ہیں۔ اب آپ کو ہوٹل پہنچادیا جائے گا۔

ڈاکٹر احمد کے لیے یہ اعلان نہایت تکلیف دہ اور پریشان کر دینے والا تھا۔ آج رات تو اس کی زندگی کی نہایت اہم رات تھی۔ وہ کتنے ہفتوں سے اس رات کا منتظر تھا کہ جب اس کی تکریم ہونی تھی۔ وہ کرسی سے اٹھا اور ائیر پورٹ کے اعلیٰ افسر کے پاس جا پہنچا، اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میں انٹر نیشنل لیول کا ڈاکٹر ہوں۔ میرا ایک ایک منٹ قیمتی ہے۔ مجھے آج رات دارالحکومت میں مقالہ پڑھنا ہے۔ پوری دنیا سے مندوبین اس سیمینار میں شرکت کے لیے آئے ہوئے ہیں اور آپ لوگ ہمیں یہ خبر سنا رہے ہیں کہ متبادل طیارہ 16 گھنٹے بعد آئے گا۔

متعلقہ افسر نے جواب دیا: محترم ڈاکٹر صاحب !ہم آپ کی عزت اور قدر کرتے ہیں ہمیں آپ کی اور دیگر مسافروں کی مشکلات کا اچھی طرح اندازہ ہے لیکن یہ ہمارے بس کی بات نہیں اور نیا طیارہ فوری طور پر فراہم کرنا میرے بس میں نہیں ہے البتہ وہ شہر جہاں آپ کو کانفرنس میں شرکت کے لیے جانا ہے، یہاں سے بذریعہ کار صرف تین چار گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ اگر آپ کو بہت جلدی ہے تو ائیر پورٹ سے کرایہ پر گاڑی حاصل کریں اور خود ڈرائیو کرتے ہوئے متعلقہ شہر پہنچ جائیں۔"

ڈاکٹر احمد لمبی ڈرائیونگ کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ مگر اب یہ مجبوری تھی اس کے پاس کوئی متبادل راستہ تھا ہی نہیں۔ اس نے متعلقہ آفیسر کے مشورے کو پسند کیا اور ایئر پورٹ سے کار کرایہ پر لے کر متعلقہ شہر کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک موسم خراب ہونا شروع ہو گیا۔ آسمان پر گہرے بادل نمودار ہوئے۔ تیز آندھی اس پر مستزاد تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے زور دار بارش شروع ہو گئی اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ کس سمت جا رہا

www.ahnafmedia.com

ہے دو گھنٹے تک وہ مسلسل چلتا گیا، بالآخر اسے یقین ہو گیا کہ وہ راستے سے بھٹک چکا ہے۔

اب اسے بھوک اور تھکاوٹ کا احساس بھی بڑی شدت سے ہونے لگا۔ اس نے سوچا تھا: تین چار گھنٹے ہی کا سفر تو ہے، اس لیے اس نے اپنے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہ لی تھی۔ اب اسے کسی ایسے ٹھکانے کی تلاش تھی جہاں سے اسے کھانے پینے کی کوئی چیز مل سکے۔ وقت تیزی سے گزرتا رہا تھا۔ چاروں طرف رات کا اندھیرا بھی چھا چکا تھا۔ ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے غیر شعوری طور پر اپنی گاڑی ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے روک دی۔

اس کا ہاتھ گھر کے دروازے پر دستک دے رہا تھا جب اندر سے ایک بوڑھی عورت کی نحیف و ناتواں آواز اس کے کانوں میں پڑی جو کہہ رہی تھی: جو بھی ہو اندر آجاؤ دروازہ کھلا ہے۔ ڈاکٹر احمد گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت متحرک کرسی پر بیٹھی ہے۔ اس نے خاتون سے کہا: اماں! میرے موبائل کی بیٹری ختم ہو چکی ہے، کیا میں اپنا موبائل چارج کر سکتا ہوں؟

بوڑھی عورت مسکرا کر کہنے لگی: میرے بیٹے کون سے فون کی بات کر رہے ہو؟ تمہیں معلوم نہیں اس وقت تم کہاں ہو؟ ہمارے ہاں نہ تو بجلی ہے نہ ٹیلی فون، یہ تو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، جہاں شہری سہولتوں کا کوئی تصور نہیں ہے پھر اس نے مزید کہا! میرے بیٹے وہ سامنے میز پر چائے اور کھانا رکھا ہے۔ لگتا ہے کہ تم بھوکے اور پیاسے ہو، راستہ بھٹک گئے ہو۔ تم پہلے کھانا لو پھر بات کریں گے۔ لگتا ہے تم خاصا طویل فاصلہ طے کر کے آئے ہو۔

ڈاکٹر احمد نے اس بوڑھی خاتون کا شکریہ ادا کیا اور کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ سفر کی تھکاوٹ سے اسے شدید بھوک لگ رہی تھی۔ اچانک خاتون کی کرسی کے ساتھ والی چارپائی پر حرکت ہوئی اور ایک معصوم نے رونا شروع کر دیا۔ خاتون نے اس بچے کو

www.ahnafmedia.com

تھپک کر سلایا اور اسے دعائیں دینا شروع کیں۔ وہ اس بچے کی صحت اور سلامتی کے لیے لمبی لمبی دعائیں کر رہی تھی۔

ڈاکٹر احمد نے کھانا کھایا اور بوڑھی اماں سے کہنے لگا: اماں جان! آپ نے اپنے اخلاق، کرم اور میزبانی سے میرا دل جیت لیا ہے۔ آپ لمبی لمبی دعائیں مانگ رہی ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں ضرور قبول کرے گا۔

"میرے بیٹے! وہ بوڑھی گویا ہوئی۔"

میرے اللہ نے میری تمام دعائیں سنی اور قبول کی ہیں۔ ہاں بس ایک دعا باقی ہے جو میرے ضعفِ ایمان کی وجہ سے پوری نہیں ہوئی۔ تم تو مسافر ہو، دعا کرو کہ وہ بھی قبول ہو جائے۔

ڈاکٹر احمد کہنے لگا: اماں جان وہ کون سی دعا ہے جو قبول نہیں ہوئی۔ آپ مجھے اپنا کام بتائیں میں آپ کے بیٹے کی طرح ہوں۔ اللہ نے چاہا تو میں اسے ضرور کروں گا۔ آپ کی جو مدد میرے بس میں ہو گی ضرور کروں گا۔ خاتون بولی: میرے عزیز بیٹے! وہ دعا اور خواہش میرے اپنے لیے نہیں بلکہ اس یتیم بچے کے لیے ہے جو میرا پوتا ہے۔ اس کے ماں باپ کچھ عرصہ پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اسے ہڈیوں کی ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ میں نے قریبی حکیموں، ڈاکٹروں سے اس کے بڑے علاج کرائے ہیں مگر تمام اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں۔

لوگوں نے مشورہ دیا ہے کہ اس ملک میں ایک ہی ڈاکٹر ہے جو اس ہڈیوں کے علاج کا ماہر ہے، اس کی شہرت دور دور تک ہے۔ وہ بڑا مانا ہوا سرجن ہے۔ وہی اس کا علاج کر سکتا ہے، مگر وہ تو یہاں سے بہت دور رہتا ہے پھر سنا ہے بہت مہنگا بھی ہے۔ اس تک پہنچنا کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔ تم میری حالت تو دیکھ ہی رہے ہو، میں بوڑھی جان ہوں۔ کسی وقت بھی بلاوا آ سکتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد اس بچے کی

www.ahnafmedia.com

نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ کوئی سبب پیدا کر دے کہ اس بچے کا اس ڈاکٹر سے علاج ہو سکے۔ عین ممکن ہے کہ اس یتیم بچے کو شفاء اسی ڈاکٹر کے ہاتھوں مل جائے۔

ڈاکٹر احمد اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا، اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا: اماں جان! میرا طیارہ خراب ہوا، راستے میں اُترنا پڑا کار کرائے پر لی، خوب طوفان آیا، آندھی اور بارش آئی، راستہ بھول گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے گھر زبردستی بھجوا دیا۔ اماں آپ کی آخری دعا بھی قبول ہو چکی ہے۔ اللہ رب العزت نے ایسے اسباب مہیا کر دیے ہیں کہ وہ ہڈیوں کا بڑا ڈاکٹر خود چل کر آپ کے گھر آ گیا ہے۔ اب میں آپ کے پوتے کا علاج کروں گا۔"

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کی سنتا ہے تو پھر اس کو پورا کرنے کے لیے اسباب بھی خود ہی مہیا فرما دیتا ہے۔ کائنات کی ساری مخلوق چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، اللہ کے حکم اور اس کی مشیّت کی پابند ہے۔

اس واقعے میں آپ دیکھ سکتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی مختلف قوتوں کو کام میں لا کر بوڑھی اماں کی دعا کو پورا کرنے میں لگا دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔ (سورۃ النمل)

"بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے، اور تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔"

www.ahnafmedia.com

برا اثر مت لیجیے

محمد، گوجرانوالہ

رکشہ شاہراہ کے بائیں حصے پر دوڑتا جارہا تھا کہ بائیں طرف سے شاہراہ میں شامل ہونے والی ایک پتلی سڑک سے ایک گاڑی بغیر رُکے اچانک رکشہ کے سامنے آ گئی۔ رکشہ ڈرائیور نے پوری قوت سے بریک دباتے ہوئے رکشہ کو داہنی طرف گھمایا اور ہم بال بال بچ گئے، گو میرا کلیجہ منہ کو آ گیا تھا۔ بجائے اس کے کہ گاڑی کا ڈرائیور اپنی غلطی کی معافی مانگتا۔ کھُلے شیشے سے سر باہر نکال کر ہمیں کوسنے لگا۔

میرا خیال تھا کہ رکشہ ڈرائیور اُسے تُرکی بہ تُرکی جواب دے گا کیونکہ غلطی اس کار والے کی تھی لیکن رکشہ ڈرائیور نے مُسکرا کر بڑے دوستانہ طریقہ سے ہاتھ ہلایا۔ میں نے رکشہ ڈرائیور سے کہا: انکل اُس نے تو آپ کے رکشے کو تباہ کرنے اور ہم دونوں کو ہسپتال بھیجنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اور آپ نے مُسکرا کر اُسے الوداع کہا؟ رکشہ ڈرائیور کا جواب سن کر میں سُن سا ہو کر رہ گیا۔

رکشہ ڈرائیور کہنے لگا: بیٹا! کچھ لوگ محرومیوں یا ناکامیوں اور کوڑھ مغز ہونے کی وجہ سے بھرے ہوئے کُوڑے کے ٹرک کی طرح ہوتے ہیں۔ جب اُن کے دماغ میں بہت زیادہ کُوڑا اکٹھا ہو جاتا ہے تو جہاں سے گذرتے ہیں گندگی بکھیرتے جاتے ہیں اور بعض اوقات اچھے بھلے لوگوں پر بھی یہ گندگی ڈال دیتے ہیں۔ ایسا ہونے کی صورت میں ناراض ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اپنے اُوپر بُرا اثر لئے بغیر گذر جانا چاہیئے۔ ورنہ آپ بھی اُس سے لی ہوئی گندگی اپنے ساتھیوں پر اُنڈیلنے لگیں گے۔"

میں نے اس دن سے خود سے عہد کر لیا کہ اس بات پر ہمیشہ عمل کروں گا، کیا آپ بھی اس کا عہد کرتے ہیں؟

www.ahnafmedia.com

وقت کا پہیہ

.....اہلیہ مفتی شبیر احمد

شادی کے چند دنوں کے بعد جمیلہ میکے آئی تو اس کی بہنوں اور سہیلیوں نے اس سے پوچھا": دولہا بھائی کیسے آدمی ہیں؟" جمیلہ کے چہرے پر شرم کی لالی ابھری۔ وہ اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے بولی: "اچھے ہیں۔"

پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس کے چہرے کی لالی میں ہلکی سی سیاہی کی آمیزش ہوئی۔ اس نے برا سا منہ بنا کر کہا:

"لیکن ہر وقت اپنی ماں کے مرید ہی بنے رہتے ہیں۔ ہر کام اس سے پوچھ کر کرتے ہیں۔ میں نے کہا: گھر میں گیزر لگوالیں، تو بولے: ماں جی سے بات کروں گا۔ میں نے کہا: کسی پارک میں سیر کرنے چلیں، تو بولے: ماں جی سے بات کرتے ہیں، اجازت ملی تو ضرور چلیں گے۔۔۔۔"

ایک سہیلی بولی: "معلوم ہوتا ہے وہ اپنی ماں سے شدید محبت کرتے ہیں" یہ سن کر جمیلہ نے اس کو ترچھی نظر سے دیکھا پھر اس کی ناک سے تیزی سے 'ہونہہ' کی آواز نکلی اور اس نے اپنا سر جھٹک کر دوسری طرف کر لیا۔

دو سال کے بعد جمیلہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکا جوان ہو گیا ادھر وقت نے جمیلہ کے خاوند پر کوئی اثر نہ کیا اس کا اپنی ماں کے ساتھ تعلق اسی طرح قائم رہا۔ جمیلہ بھی ویسی کی ویسی ہی رہی۔

جب بھی وہ میکے جاتی یا اس کی کوئی سہیلی اسے ملنے آتی تو وہ اپنے شوہر کے اس کی ماں کے ساتھ تعلق پر ضرور شکایت کرتی۔ اسے سب سے زیادہ اس بات پر شکوہ رہتا تھا کہ وہ اپنی ساری تنخواہ اپنی ماں کے ہاتھ پر کیوں رکھ دیتے ہیں۔؟

www.ahnafmedia.com

وقت کا پہیہ چلتا رہا۔۔۔

ایک دن جمیلہ کے لڑکے کی شادی ہو گئی، وہ لڑکا بچپن سے اپنی ماں کی شکایت سن رہا تھا، وہ بیوی کے حقوق کے معاملے میں بہت حساس ہو چکا تھا چنانچہ وہ اپنی بیوی کا بہت خیال رکھتا تھا۔ وہ اسے بالکل اسی طرح چاہتا تھا جس طرح جمیلہ بیوی کی حیثیت سے چاہتی تھی کہ اسے چاہا جائے۔

ایک دفعہ اس کی بیوی نے اپنے کمرے میں اے سی لگوانے کی بات کی، اس نے اسی وقت ہامی بھر لی۔ وہ کبھی باہر کھانا کھانے کی خواہش ظاہر کرتی تو وہ ہنسی خوشی مان جاتا اور ماں سے اجازت لینے کی ضرورت محسوس نہ کرتا۔ حتیٰ کہ چند ماہ بعد اس نے تنخواہ بھی بیوی کو دینا شروع کر دی۔

وقت کا دریا اسی طرح بہتا رہا۔۔۔

ایک دن جمیلہ اپنے گھر کے صحن میں چہرہ لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی، اس کا لڑکا اپنی بیوی کے ساتھ باہر کھانا کھانے گیا ہوا تھا، دروازے پر دستک ہوئی معلوم ہوا جمیلہ کی ایک پرانی سہیلی اسے ملنے آئی ہے دونوں ایک دوسرے سے بڑی گرم جوشی سے ملیں۔ پھر وہ باتیں کرنے لگیں۔ باتوں باتوں میں جمیلہ کے لڑکے کا ذکر آ گیا، جمیلہ غمگین ہو گئی، اس کے ماتھے پر بہت سی شکنیں ابھر آئیں، وہ برا سا منہ بنا کر بولی:

"وہ تو ہر وقت اپنی بیوی کا مرید ہی بنا رہتا ہے اس کی ہر خواہش پوری کرتا ہے۔ تنخواہ بھی ساری اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے۔"

سہیلی نے کہا: "معلوم ہوتا ہے وہ اپنی بیوی سے شدید محبت کرتا ہے۔"

یہ بات سن کر جمیلہ نے سہیلی کو ترچھی نظر سے دیکھا پھر اس کی ناک سے تیزی سے 'ہونہہ' کی آواز نکلی اور اس نے اپنا سر جھٹک کر دوسری طرف کر لیا۔

سہیلی کے منہ پر عجیب سی مسکراہٹ تھی!!!

www.ahnafmedia.com

بوڑھی اماں جی!!!

✍.....اُنیسہ جاوید، کشمور

تہذیب بیٹا: جی اماں!

بیٹا! یہ میری دواؤں کی پرچی ہے بھائی باہر جارہے ہیں تو دے دینا اس کو کل سے کھانسی نے جینا عذاب کر کے رکھا ہے، اوپر سے بہو نے بھی یہ کہا ہے کہ رات کو منا بے چین ہوتا ہے آپ کی کھانسی کی آواز سن کر۔

اماں آپ خود کیوں نہیں دیتیں بھائی کو اپنے دواؤں کی پرچی؟ مجھے بڑا غصہ آتا ہے جب وہ اپنی ہزار مجبوریاں سناتے ہیں بیگم کو خوش کرنے کے لیے۔ بھابھی الگ سے باز کی طرح ان کے گرد چکر کاٹتی ہیں جیسے ہم کوئی بھیک مانگ رہے ہیں بھائی سے۔ آپ کا حق ہے اماں! بیٹا ہے وہ آپ کا، آپ بناڈرے خود کہیں انہیں۔۔۔

بیٹا! بھائی اگر تمہیں کچھ کڑوا کہے گا تو تم ذرا دیر کو دکھی ہو گی غصہ کر کے دل ہلکا کر لو گی۔ لیکن بیٹا! اس نے مجھے کچھ کہا تو نہ جانے وہ الفاظ کہاں جا کے لگیں کتنی گہرائی میں اتریں اور ڈرتی ہوں بیٹا! میرے لعل پہ عرش والے کو طیش نہ آجائے، میرا دل کب چاہے گا کے میرا بیٹا اس کی دربار میں شرمندہ ہو اور گناہ گار ٹھہرایا جائے؟

نہ بیٹا نہ! وہ مجبور ہے دَور ہی ایسا ہے، بیوی بچوں کی ذمے داری، گھرانے کی تعلیم۔ کیا کچھ نہیں کرنا پڑتا میرے چاند کو؟۔ مجھے شرم آتی ہے جب میں اپنی دوائیوں کا بوجھ اس پر ڈالتی ہوں۔ پَر مجبور ہوں کیا کروں؟ اب تو ویسے بھی جانے کا وقت قریب ہے اگر گھر والوں کے آرام میں خلل کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنی بیماری کو اپنے بیٹے پر ظاہر ہی نہ کرتی۔

اماں پلیز! ایسی باتیں تو نہ کریں! خدا کے لئے! آپ سدا سلامت رہیے! آپ

www.ahnafmedia.com

ہی سے تو برکت ہے ان نادانوں کے گھر میں۔ میں نے لاڈ اور ڈر سے اماں کی گود میں سر رکھ دیا۔

ماں آہ ماں! اس عمر میں آ کے اتنی کمزور لاچار اور مجبور ہو جائے گی کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ میں سوچنے لگی کہ والدین اولاد کے لیے نہ وقت دیکھتے ہیں نہ موسم۔ نہ پیسہ نہ مجبوری اور جب وہ برائے نام خود کو بڑا سمجھنے لگتے ہیں تو یہی والدین ان سے بات کرنے سے کتراتے ہیں کتنی بدنصیب ہے یہ اولاد۔ جنت کے ہوتے ہوئے بھی محروم اور ماں کو آج بھی یہ ڈر ہے کہ کہیں اوپر والا نہ طیش میں آ جائے۔

بھائی بھائی! رکیں کام ہے مجھے آپ سے۔ ہاشم بھائی نے پیچھے مڑ کر جلدی میں کہا کہ بولو! بھابی صاحبہ کے کان بھی اس طرف مڑ گئے کہ کہیں ہم بھائی سے سونے کا پہاڑ نہ مانگ لیں۔ بھائی یہ اماں کی دواؤں کی پرچی ہے واپسی میں لیتے ہوے آیئے گا۔ بھائی کے چہرے پہ کئی رنگ آئے اور گذر گئے۔

تہذیب! ابھی پچھلے مہینے ہی تو یہ دوائیاں لایا تھا میں، اوپر سے اتنی مہنگی ہیں، پورا بجٹ ہی آوٹ ہو جاتا ہے۔ اماں کو بولو کسی سرکاری اسپتال میں دکھائیں جا کر۔ ان پرائیوٹ اسپتال والوں کا تو دماغ خراب ہے معمولی کھانسی پر اتنے خرچے۔ مجھے اور خرچے کیا کم ہیں؟ تمہاری بھابھی کی بہن کی شادی ہے اسی مہینے۔ روشان کی سالگرہ آ رہی ہے گٹار کی فرمائش کر رہا ہے، اور میری ساس عمرے سے لوٹ رہی ہیں، دنیاداری بھی نبھانی ہے، دینا دِلانا ہے کہاں سے پورا کروں آخر؟ ابھی کچھ دن رہنے دو اتنی ضروری بھی نہیں ہیں یہ دوائیاں۔ تھوڑی بچت ہوئی تو لے آؤں گا۔ بھائی اپنے اہم خرچوں کا رونا رو کر چلے گئے۔ بھابھی دبے ہونٹوں میں مسکرا کر کام میں لگ گیئں۔

دروازے کے پیچھے سے ماں کی ایک دبی ہوئی سسکی سنائی دی اور عرش ہل گیا نہ جانے یہ سسکی اپنے لعل کی پریشانیوں کی تھی یا اپنے لاچار اور بے بس ہونے کی؟

www.ahnafmedia.com

”مسلمان“ کی ضرورت ہے!!

.....محمد صفتین احمد

کئی سال پہلے میں جس آفس میں جاب کرتا تھا وہاں کا ماحول کافی ویسٹرن تھا۔ لڑکے لڑکیاں بہت فرینک تھے اور ہر ایک کے کمپیوٹر کے ساتھ سپیکرز اٹیچڈ تھے، آپس میں گہری دوستیاں بھی تھیں، اکٹھے ٹی پارٹیاں اور گپ شپ کا بھی خوب ماحول ہوتا تھا، چنانچہ ہال میں ہر وقت وہاں کے لڑکے لڑکیوں کے قہقہوں اور میوزک کے آوازیں گونجا کرتیں تھیں۔

ایک دن ہمارے ایک بہت بڑے کلائینٹ کا ایک نیا پراجیکٹ شروع ہوا جس کے لئے ہمیں عارضی بنیادوں پر ایک مکینیکل انجینئر کی ضرورت پڑی جو ہماری کمپنی کی ایک دوسری برانچ میں جاب کرتا تھا، چنانچہ اس کو تین ماہ کیلئے ہمارے آفس ٹرانسفر کر دیا گیا۔

اس کی عمر تقریباً تیس بتیس سال تھی، انجینئرنگ یونیورسٹی سے بہت اچھے نمبروں سے اس نے ٹاپ کیا تھا اور گفتگو سے بہت پڑھا لکھا اور لائق فائق لگتا تھا۔ ان سب باتوں کے باوجود ہم سب لوگوں کو اس کا ہمارے درمیان آنا اچھا نہیں لگا کیونکہ اس کی مٹھی بھر لمبی داڑھی تھی اور وہ ایک مذہبی قسم کا نوجوان لگتا تھا۔

ہم سب نے فیصلہ کیا کہ اس کو اگنور کریں گے اور اپنی روٹین جاری رکھیں گے چنانچہ ہم نے مخلوط دوستیاں موسیقی، موج مستی، گانا بجانا، میوزک اور دوسری ایکٹیویٹیز جاری رکھیں۔

لیکن مسئلہ یہ ہوا کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا، وہ اٹھ کر ہر ایک کے پاس آتا، اسے نماز کی دعوت دیتا اور وضو کر کے وہیں ہال میں نماز پڑھنا شروع کر دیتا جس

www.ahnafmedia.com

کی وجہ سے مجبوراً ہمیں میوزک بند کرنا پڑ جاتا۔

آہستہ آہستہ ہم اس کے ساتھ گھلنا ملنا شروع ہوئے۔ وہ ایک انتہائی قابل شخص ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ملنسار بھی تھا۔ جس کسی کو بھی کوئی پرابلم پیش آتی، وہ خود اٹھ کر اس کی مدد کرتا، حتی کہ وہ اپنے سے جونیئر کولیگز کیلئے کچن سے چائے اور پانی بھی لے آتا۔

ایک مہینے کے اندر اندر وہ سب کا بہت اچھا دوست بن گیا جس کی وجہ سے ہم سب نے میوزک بلند آواز میں سننے کی بجائے ہیڈ فونز سے سننا شروع کر دیا تاکہ اس کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ اب کچھ لوگوں نے اس کے ساتھ باجماعت نماز بھی پڑھنی شروع کر دی تھی۔

تین ماہ بعد ہم سب لوگ باجماعت نماز پڑھنا شروع کر چکے تھے اور ہم نے اپنے کمپیوٹروں سے سپیکر اتار دیے تھے۔ کئی لوگوں نے ڈاڑھیاں بھی رکھنی شروع کر دیں تھیں۔ ہمارے آفس کی خواتین نے بھی حجاب پہننا شروع کر دیا تھا۔ گانے بجانے، موج مستی، بیہودہ گوئی، بد نظری اور دیگر خرافات ہم سے دور چلی گئی تھیں۔

جب وہ اپنا پراجیکٹ ختم کر کے ہمارے آفس سے جا رہا تھا تو ہم میں سے ہر شخص اداس تھا۔ ہم نے اسے بہت کنونس کرنے کی کوشش کی کہ وہ ہمارے آفس کو جوائن کر لے لیکن وہ نہ مانا۔ ہم نے اسے دھمکی بھی دی کہ اگر وہ چلا گیا تو ہم پھر سے میوزک سننا شروع کر دیں گے اور نمازیں نہیں پڑھیں گے لیکن وہ صرف مسکرا کر رہ گیا۔ اسے یقین تھا کہ یہ صرف دھمکی ہے۔

آج کسی نے پوچھا تھا کہ سچا مسلمان کون ہوتا ہے تو میرے دماغ میں فوراً اسی انجینئر کا خیال آیا، جو اپنے عمل سے ہم سب کو گناہوں سے نکال کر اچھے راستے پر لگا گیا۔ ہمیں ایسے مسلمانوں کی ضرورت ہے بلکہ اشد ضرورت ہے۔

www.ahnafmedia.com

پرایا بوجھ

.....عبد الہادی، ممبئی، انڈیا

میرے دوست کی ماں اکثر خواب میں دیکھتی کہ لڑکے اس کے بیٹے کی قبر پر آتے ہیں اور پیشاب کر کے چلے جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے پوچھتی کہ یہ کیسا خواب ہے اور اس کی کیا تعبیر ہو گی؟ اس بیچاری کو کیا پتہ کہ اس خواب کے پیچھے کیا راز تھے؟

ایک جاننے والے نے بتایا: اُس کا ایک بہت اچھا دوست تھا جو پچھلے دنوں روڈ ایکسیڈنٹ میں مارا گیا لیکن اس کی موت سے کچھ قباحتیں اور مشکلات کھڑی ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ مرنے والا انٹرنیٹ سے متعلقہ امور میں مہارت رکھنے والا شخص تھا فحش مواد والی ویب سائٹس اُس کی کمزوریاں تھیں اور فحش تصاویر جمع کرنا اُس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

حتیٰ کہ اُس نے اپنی ایک ویب سائٹ بھی بنا رکھی تھی جس پر ہر طرح کی فحش تصاویر کا ایک بہت بڑا مجموعہ لوگوں کی تفریح طبع کیلئے موجود تھا۔ ویب سائٹس کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ رجسٹرڈ ممبران کو نئی تصاویر یا ہر کچھ دنوں کے بعد چند تصاویر کا ایک مجموعہ خود بخود ہی ان کے ای میل پر پوسٹ ہو جاتا تھا۔

اب میرے اس دوست کی ناگہانی موت نے ہمارے لیے یہ مصیبت کھڑی کر دی ہے کہ ہمیں اس کی ویب سائٹ کا پاس ورڈ معلوم نہیں ہے تاکہ کم از کم اس ویب سائٹ کو بند کریں یا کوئی دوسرا حل نکالیں۔

اس جاننے والے شخص نے بتایا کہ جب میں مسجد میں بیٹھا اس کی نماز جنازہ کا انتظار کر رہا تھا تو یہی سوچ رہا تھا اور جب ہم سب اس کی لاش کو اُٹھا کر قبر کی طرف جا

www.ahnafmedia.com

رہے تھے تو بھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ یہ قبر میں جا کر کس چیز کا سامنا کرے گا؟ فحش تصاویر کا؟ العیاذ باللہ۔ قبرستان میں قبروں کی وحشت اور ویرانگی۔

مگر جنازے کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کے رش کے باوجود میرا دماغ بس یہی بات ہی سوچتا رہا۔ میں نے قبر کے اندر ایک نظر ڈالی اور افسوس کے ساتھ سوچا پتہ نہیں میرے دوست کا یہاں کیا حشر ہو گا؟

میرے دوست کے کچھ قریبی احباب تو رو بھی رہے تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کیا ان کا رونا میرے دوست کے کسی کام آسکے گا؟

ہم نے میت دفنائی اور واپس چل دیے۔ جی ہاں اپنے دوست کو قبر میں اکیلا چھوڑ کر، اس کا سارا مال اور اس کے سارے اہل خانہ واپس، وہاں رہے تو اس کے اعمال تھے اور کیا پتہ اس کے کیسے اعمال تھے؟

میرے دوست کی ماں اکثر خواب میں دیکھتی کہ لڑکے اس کے بیٹے کی قبر پر آتے ہیں اور پیشاب کر کے چلے جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے پوچھتی کہ یہ کیسا خواب ہے اور اس کی کیا تعبیر ہو گی؟ اس بیچاری کو کیا پتہ کہ اس خواب کے پیچھے کیا راز تھے! میں اپنے آپ کو کہتا کہ خواب کی تعبیر تو واضح ہے لڑکے وہ لوگ تھے جن کو میرا دوست فحش تصاویر بھیجا کرتا تھا اور وہ لڑکے یہ تصاویر آگے سے آگے شیئرز کرتے تھے۔ اللہ اکبر! یہ کیسا جال سا پھیلا ہوا تھا اور کس کس کے گناہ میرے دوست کو ڈس رہے ہوں گے؟

میں نے اپنے دوست کی ویب سائٹ کی ہوسٹنگ کمپنی سے رابطہ کیا تاکہ وہ اس ویب سائٹ کو بند کر دیں۔ مگر انہوں نے معذرت کر لی کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ میرے اصرار پر انہوں نے مجھے یہاں تک بھی کہا کہ وہ مجھ پر یقین نہیں کر سکتے کیونکہ جس نام اور جس پاس ورڈ سے یہ ویب سائٹ خریدی اور بنائی گئی تھی وہ معلومات

www.ahnafmedia.com

میرے پاس نہیں تھیں۔ میں نے انہیں غصے میں بھی لکھا کہ ظالمو! میرے دوست پر رحم کر دو، وہ بیچارہ مر گیا ہے مگر سب بے سود تھا۔

میں اکثر بیٹھ کر اپنے دوست کی حالت پر سوچتا جو کہ مجھے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے مصداق نظر آتا، جس کا مفہوم یہ ہے:

"لوگوں میں سے کچھ شر کے راستے کھولنے والے اور خیر کے بند کرنے والے ہوتے ہیں۔" اور میں تڑپ کر رہ جاتا، میرا دوست کس طرح لوگوں کے گناہ اُٹھائے گا جن کیلئے اس نے شر کے دروازے کھولے تھے؟ اور کس طرح قیامت کے دن ان سب گناہوں کو اپنے کندھے پر لاد کر محشر میں جائے گا؟

میں جانتا ہوں کہ میری ان باتوں کا کسی پر کچھ اثر نہیں ہونے لگا، کیونکہ نوجوان تو اس کو محض وقت گزاری جانتے ہیں، جب کہ اللہ کی پناہ! ان تصاویر کے نتائج کسی سے ڈھکے چھپے نہیں لڑکوں نے ایسی تصاویر دیکھیں، اپنی خواہشات کے سامنے بے بس ہوئے اور گناہوں کے گڑھوں میں گرتے چلے گئے اور کتنی ہی معصوم بچیاں بربادیوں میں پھنستی چلی گئیں۔

میرا دوست تو مر گیا مگر میں جانتا ہوں کہ روز قیامت اس سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ تو نے کتنی ایسی تصاویر پر اپنی نظریں ڈالیں اور تیری دوسروں کو بھیجی ہوئی تصویروں پر کس کس کی نظریں گئیں؟ تو نے کدھر کدھر یہ تصاویر پھیلائیں اور جن تک تیری بھیجی ہوئی تصاویر گئیں انہوں نے کس قدر آگے ان کو آگے پھیلایا؟

اب بتاؤ! میں اس بیچاری سادہ دل ماں کو اس کے غمناک خواب کی اور کیا تعبیر بتاؤں۔ انہیں کیا بتاؤں کہ ماں جی تیرے لعل نے، تیرے چاند نے کس طرح اپنی زندگی بھی ان فضول کاموں میں تباہ کی اور اپنی قبر بھی تباہ کی۔ کل روز محشر بھی اس کی تباہی صاف دکھائی دے رہی ہے۔

www.ahnafmedia.com

چار باتیں

.....انجم خورشید، مانگامنڈی

اس خاتون سے ہوائی اڈے پر جہاز کے انتظار میں وقت ہی نہیں کٹ پا رہا تھا۔ کچھ سوچ کر دکان سے جا کر وقت گزاری کے لیے ایک کتاب اور کھانے کے لیے بسکٹ کا ڈبہ خریدا۔ واپس انتظار گاہ میں جا کر کتاب پڑھنا شروع کی۔ اس عورت کے ساتھ ہی دوسری کرسی پر ایک اور مسافر بیٹھا کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ ان دونوں کے درمیان میں لگی میز پر رکھے بسکٹ کے ڈبے سے جب خاتون نے بسکٹ اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اسے یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ اس ساتھ بیٹھے مسافر نے بھی اس ڈبے سے ایک بسکٹ اٹھا لیا تھا۔ خاتون کا غصے کے مارے برا حال ہو رہا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا، ورنہ تو وہ اُس کے منہ پر اس بے ذوقی اور بے ادبی کیلئے تھپڑ تک مارنے کا سوچ رہی تھی۔

اس کی حیرت اس وقت دوچند ہو گئی جب اس نے دیکھا کہ جیسے ہی وہ ڈبے سے ایک بسکٹ اٹھاتی وہ مسافر بھی ایک بسکٹ اٹھا لیتا۔ غصے سے بے حال وہ اپنی جھنجھلاہٹ پر بمشکل قابو رکھ پا رہی تھی۔

جب ڈبے میں آخری بسکٹ آن بچا تو اب اس کے دل میں یہ بات جاننے کی شدید حسرت تھی کہ اب یہ بد تمیز اور بد اخلاق شخص کیا کرے گا؟ کیا وہ اب بھی اس آخری بسکٹ کی طرف ہاتھ بڑھائے گا یا یہ آخری بسکٹ اس کے لیے رکھ چھوڑے گا؟ تاہم اس کی حیرت اپنے عروج پر جا پہنچی جب مسافر نے اس آخری بسکٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا خود اٹھا لیا اور آدھا اس کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

خاتون کے لیے اس سے بڑھ کر اہانت کی گنجائش نہیں رہتی تھی۔ آدھے

www.ahnafmedia.com

بسکٹ کو وہیں ڈبے میں چھوڑ کر، کتاب کو بند کرتے ہوئے، اٹھ کر غصے سے پاؤں پٹختی امیگریشن سے ہوتی ہوئی جہاز کی طرف چل پڑی۔

جہاز میں کرسی پر بیٹھ کر اپنے دستی تھیلے کو اس میں سے عینک نکالنے کیلئے کھولا تو یہ دیکھ کر حیرت سے اس کی جان ہی نکل گئی کہ اس کا خریدا ہوا بسکٹ کا ڈبہ توجوں کا توں تھیلے میں بند رکھا ہوا تھا۔

ندامت اور شرمندگی سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ اسے اب پتہ چل رہا تھا کہ وہ ہوائی اڈے پر بسکٹ اس شخص کے ڈبے سے نکال کر کھاتی رہی تھی۔

اب دیر سے اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ شخص کس قدر ایک مہذب اور رحمدل انسان تھا، جس نے کسی شکوے اور ہچکچاہٹ کے بغیر اپنے ڈبے سے اسے بسکٹ کھانے کو دیے تھے۔ وہ جس قدر اس موضوع پر سوچتی اسی قدر شرمندگی اور خجالت بڑھتی جارہی تھی۔

اس شرمندگی اور خجالت کا اب مداوا کیا ہو سکتا تھا؟ اس کے پاس ناتو اتنا وقت تھا کہ جاکر اس آدمی کو ڈھونڈھے، اس سے معذرت کرے، اپنی بے ذوقی اور بے ادبی کی معافی مانگے یا اس کی اعلیٰ قدری کا شکریہ ادا کرے۔ بے چینی سے ناتو اسے مناسب الفاظ مل پا رہے تھے جن سے اس شخص کو تعبیر کرتی اور سفر کی مجبوری اسے کہیں جانے نہیں دے رہی تھی۔

جی ہاں، چار باتیں ایسی ہیں جن کے بگاڑ کی اصلاح بعد میں نہیں ہو سکتی۔

1: کمان سے نکلا تیر۔

2: زبان سے نکلے ہوئے الفاظ۔

3: موقع ہاتھ سے نکل جانے کے بعد۔

4: وقت گزر جانے کے بعد۔

www.ahnafmedia.com

ماں کا قرض

.....ام حذیفہ

ایک بیٹا پڑھ لکھ کر بہت بڑا آدمی بن گیا والد کی وفات کے بعد ماں نے ہر طرح کا کام کر کے اسے اس قابل بنا دیا تھا شادی کے بعد بیوی کو ماں سے شکایت رہنے لگی کہ وہ ان کے سٹیٹس میں فٹ نہیں ہے لوگوں کو بتانے میں انہیں حجاب ہوتا کہ یہ ان پڑھ ان کی ماں۔ ساس ہے۔ بات بڑھنے پر بیٹے نے ایک دن ماں سے کہا: ماں میں چاہتا ہوں کہ میں اب اس قابل ہو گیا ہوں کہ کوئی بھی قرض ادا کر سکتا ہوں میں اور تم دونوں خوش رہیں اس لیے آج تم مجھ پر کئے گئے اب تک کے سارے اخراجات سود سمیت ملا کر بتا دو میں وہ ادا کر دوں گا پھر ہم الگ الگ سکھی رہیں گے۔ ماں نے سوچ کر جواب دیا کہ بیٹا حساب ذرا لمبا ہے سوچ کر بتانا پڑے گا، مجھے تھوڑا وقت چاہیے۔ بیٹے نے کہا: ہاں ماں جی کوئی جلدی نہیں ہے دو چار دنوں میں بات کرنا رات ہوئی سب سو گئے، ماں نے ایک لوٹے میں پانی لیا اور بیٹے کے کمرے میں پہنچ گئی جہاں وہ سو رہا تھا اس کے ایک طرف پانی ڈال دیا بیٹے نے کروٹ لے لی ماں نے دوسری طرف بھی پانی ڈال دیا بیٹے نے جس طرف بھی کروٹ لی ماں اسی طرف پانی ڈالتی رہی۔ بیٹا ہڑبڑا کر کہنے لگا: ماں یہ کیا ہے؟ بستر کو پانی پانی کیوں کر ڈالا۔ ماں بولی: بیٹا تو نے مجھ سے پوری زندگی کا حساب بنانے کو کہا تھا میں ابھی یہ حساب لگا رہی تھی کہ میں نے کتنی راتیں تیرے بچپن میں تیرے ساتھ بستر گیلا کر دینے سے جاگتے ہوئے کاٹی ہیں یہ تو پہلی رات اور تو ابھی سے گھبرا گیا؟ میں نے تو ابھی حساب شروع بھی نہیں کیا ہے جسے تو ادا کر پائے۔ ماں کی اس بات نے بیٹے کے دل کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا پھر وہ رات اس نے سوچنے میں ہی گزاری شاید اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ ماں کا قرض زندگی بھر نہیں اتارا جا سکتا۔

www.ahnafmedia.com

ایک چالاک، ایک بے وقوف

معظمہ کنول.....

یہ ایک بہت پرانے زمانے کا ذکر ہے۔ ایک تھا شکاری، لیکن، وہ دوسرے شکاریوں کی طرح نہیں تھا۔ اس نے اپنی پوری زندگی میں کسی جانور کو نہیں مارا تھا۔ وہ کسی جان دار کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھا ہی نہیں سکتا تھا۔ بس اس کے پاس ایک جال تھا اور ایک بانسری، جس پر وہ بہت سریلی دھنیں بجایا کرتا تھا۔ وہ روزانہ جنگل میں جاتا، جال بچھاتا اور جال سے کچھ دور جا کر بانسری بجانے لگتا۔ اس کی بانسری کی دل کش آواز سن کر پرندے اڑے چلے آتے۔ وہ انتظار کرتا اور جیسے ہی کوئی پرندہ اس کے جال کے پاس آتا، وہ رسی کھینچ کر اسے جال میں بند کر لیتا، پھر وہ اس پرندے کو دانہ کھلاتا، ان کا خیال رکھتا اور ان کی پیاری پیاری آوازیں سنتا۔ جب کبھی اسے پیسوں کی ضرورت پڑتی تو وہ ان میں سے دو تین پرندے بیچ دیتا۔

پرندوں کے اس شکاری کا ایک بیٹا تھا، جس کا نام بہزاد تھا۔ بہزاد ابھی چھوٹا ہی تھا کہ شکاری بیمار پڑا اور اس کا انتقال ہو گیا۔ بہزاد اور اس کی امی کے پاس جو پیسے تھے، وہ جلد ہی ختم ہو گئے اور ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا۔ زندگی بڑی مشکل سے گزرنے لگی۔ بہزاد چھوٹا تھا، مگر بہت ہمت اور صبر والا تھا۔ کام کاج میں اپنی امی کی مدد کرتا اور جو وقت ملتا، اس میں وہ جنگل چلا جاتا، جہاں اس کے ابو پرندے پکڑا کرتے تھے۔ آخر ایک روز اس نے اپنی ماں سے کہا: ”امی اب میں بچہ نہیں رہا۔ پندرہ سال کا ہو گیا ہوں۔ ابو کے بعد آپ نے بہت محنت کی ہے۔ اب آپ مجھے ابو کا جال اور بانسری لا دیجئے۔ کل سے میں بھی جنگل جا کر پرندے پکڑا کروں گا۔“

اس کی امی جانتی تھی کہ وہ بڑا بہادر لڑکا ہے اور جنگل کا چپا چپا اس نے دیکھ

www.ahnafmedia.com

رکھا ہے، اس لیے انہوں نے اسے بانسری اور جال لا کر دے دیا۔ اگلی صبح بہزاد جلدی اٹھ گیا اور جنگل کو چلا۔ نہ اسے کسی چیز کا ڈر تھا نہ یہ خیال کہ راستہ بھول جاؤں گا، کیوں کہ وہ جنگل کے ایک ایک درخت کو پہچانتا تھا۔

گھنے جنگل میں دور تک نکل گیا اور بانسری بجانے لگا، لیکن پورے دن میں ایک پرندہ بھی اس کے پاس نہ آیا۔ آخر جنگل میں شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تو وہ تھکا ماندا خالی ہاتھ گھر لوٹ آیا۔ اس کی امی جانتی تھیں کہ یہی ہو گا۔ پرندے پکڑنا اتنا آسان نہیں ہے کہ کوئی ایک ہی دن میں یہ کام سیکھ لے، انہوں نے بیٹے کو تسلی دی اور سمجھایا: "بیٹے! تمہارے ابو بھی فوراً پرندے پکڑنے میں ماہر نہیں ہو گئے تھے۔ ابھی تمہیں اس کام کو سیکھنے میں بہت محنت کرنی پڑے گی۔"

بہزاد ہمت ہارنے والا نہیں تھا۔ اس نے مستقل مزاجی سے یہ کام جاری رکھا۔ آخر آہستہ آہستہ اسے بانسری پر خوبصورت دھنیں بجانا، اپنے آپ کو پرندوں سے چھپانا اور بغیر ہلے جلے صبر سے دیر تک بیٹھنا آ گیا اور پرندے اس کے جال میں پھنسنے لگے۔ ایک دن اس کے جال میں ایک بہت عجیب اور خوب صورت پرندہ پھنس گیا۔ اس کے پر سات رنگوں کے تھے۔ وہ خوشی خوشی گھر آیا اور اس پرندے کو ایک پنجرے میں بند کر دیا۔ اگلی صبح جب وہ اٹھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پرندے نے ایک خوبصورت انڈا دیا تھا۔ وہ انڈا بھی سات رنگوں کا تھا۔

بہزاد نے سوچا کہ یہ انڈا بازار میں جا کر بیچ دینا چاہیے، تاکہ کچھ پیسے ہاتھ لگیں۔ جب وہ انڈا لے کر بازار پہنچا تو اسے دکان دار نے دیکھ لیا۔۔ یہ دکان دار بہت چالاک اور لالچی تھا۔ اس کا کام ہی غریب لوگوں کو دھوکا دینا اور سستی چیزیں مہنگی بیچنا تھا۔ بہزاد کے ہاتھ میں رنگین انڈا دیکھتے ہی اس نے فوراً آواز دی: "اے سنو! کیا یہ انڈا بیچتے ہو؟ میں اسے خریدتا ہوں۔" بہزاد جانتا تھا کہ وہ دکان دار برا آدمی ہے۔ اس

www.ahnafmedia.com

کی چالاکی اور لالچ دیکھ کر بہزاد نے کہا: ”ہاں! 10 روپے کا ہے!“ بہزاد کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ چالاک دکاندار نے اس انڈے کی قیمت کم کرانے کی کوشش نہیں کی اور اسے پورے پیسے دے کر انڈا لے لیا۔ بہزاد نے بازار سے سودا خریدا اور گھر آ گیا۔ اگلی صبح اس نے دیکھا کہ پرندے نے پھر ایک ویسا ہی رنگین انڈا دیا ہے۔ یہ انڈا بھی اس نے اس چالاک دکان دار کو بیچ دیا۔ اس طرح وہ پرند اروزانہ ایک خوبصورت اور رنگین انڈا دیتا اور بہزاد اسے بیچ آتا اور یوں ماں بیٹے مزے سے گزر بسر کرنے لگے۔

ایک دن بہزاد کو خیال آیا کہ یہ چالاک دکان دار اتنا مہنگا انڈا خرید کر کیا کرتا ہے۔ ضرور اسے بہت زیادہ قیمت پر آگے بیچتا ہو گا۔۔ یہ سوچ کر اس نے ایک دن دکان دار کا پیچھا کیا۔ دکان دار انڈا خرید کر محل پہنچا اور بہزاد سمجھ گیا کہ وہ دکان دار اس سے روزانہ انڈا خرید کر بادشاہ کو مہنگے داموں بیچ آتا ہے۔ بہزاد نے سوچا کہ کیوں نہ میں خود انڈا لے کر بادشاہ کے پاس جاؤں اور زیادہ رقم پاؤں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ نے اسے ایک انڈے کے سو روپے دیے۔ جب چالاک دکان دار نے دیکھا کہ بہزاد اب اسے انڈے نہیں بیچتا، بلکہ خود محل میں جا کر بادشاہ کو بیچ آتا ہے تو اسے بڑا غصہ آیا۔ بہزاد کو سبق سکھانے کے لیے وہ ایک دن بادشاہ کے پاس گیا اور کہا: ”بادشاہ سلامت! آپ بہزاد سے اتنا مہنگا انڈا کیوں خریدتے ہیں؟ یہ انڈے تو آپ کو بالکل مفت میں مل سکتے ہیں۔ بہزاد کے پاس ایک عجیب اور خوب صورت پرندہ ہے، جو یہ انڈے دیتا ہے۔ آپ اس سے یہ پرندہ چھین لیجیے۔ آپ کے پاس انڈا اور پرندہ مفت میں ہوں گے۔“ بادشاہ نے بہزاد کو حکم دیا کہ پرندہ فوراً لے آؤ۔ بہزاد سمجھ گیا کہ یہ چالاک دکان دار کی شرارت ہے، کیوں کہ بادشاہ اتنا بے وقوف ہے کہ وہ کبھی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ انڈے کہاں سے آتے ہیں، لیکن وہ مجبور تھا، کیوں کہ بادشاہ کا حکم نہ ماننے پر اسے کوئی سخت سزا بھی دے سکتا تھا۔ بہزاد نے اپنا پرندہ بادشاہ کو دے دیا

www.ahnafmedia.com

لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری۔ اس نے اپنی بانسری اور جال اٹھایا اور جنگل کو نکل گیا۔ اس نے ایسی دل کش بانسری بجائی کہ جنگل کے کونے کونے سے پرندے نکل نکل کر اس کے پاس آنے لگے۔ اس کے جال میں کبھی تیتر پھنستا، کبھی فاختہ تو کبھی بلبل۔ ان کو بیچ کر دونوں ماں بیٹے ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔ بہزاد پورے شہر میں مشہور ہو گیا۔ جب کسی کو کوئی پرندہ پالنا ہوتا، وہ بہزاد کے پاس آتا اور اس سے پرندہ خرید کر لے جاتا۔ چالاک دکان دار نے یہ دیکھا تو بہزاد سے کہا: "یہ پرندے تم مجھے بیچا کرو۔" بہزاد سمجھ گیا کہ وہ اس سے پرندے سستے خرید کر لوگوں کو مہنگا بیچے گا، اس لیے اس نے انکار کر دیا۔ چالاک دکان دار کو بہت غصہ آیا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اس سے کہا: "بادشاہ سلامت! آپ نے جو پرندہ بہزاد سے لیا تھا، وہ اکیلا ہونے کی وجہ سے اداس رہتا ہے۔ آپ بہزاد سے کہیے کہ ایسا ہی ایک اور پرندہ پکڑ لائے تاکہ آپ کا پرندہ اپنے ساتھی کے ساتھ خوش رہے۔" بادشاہ کی کھوپڑی میں بھوسا بھرا ہوا تھا۔ اس سے سوچا کہ دکان دار ٹھیک کہتا ہے۔ اس سے بہزاد کو بلوایا اور اسے حکم دیا کہ میرے پرندے کا ساتھی، ایسا ہی ایک اور پرندہ پکڑ لاؤ، ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ بہزاد نے کچھ کہنے کی کوشش کی، لیکن بادشاہ نے کہا: "میں ایک لفظ بھی سننا نہیں چاہتا۔ میں تمہیں چالیس دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر چالیس دن کے اندر اندر تم ایسا ہی ایک اور پرندہ نہ لائے تو تم کو جان سے مار دیا جائے گا۔" بہزاد پریشان تو ہوا لیکن اس نے حوصلہ رکھا اور بانسری اور جال لے کر جنگل پہنچ گیا۔ اس نے دن رات ایک کر دیا۔ ایسا عجیب و غریب پرندہ کہاں سے ملتا، لیکن اس کی محنت رنگ لائی اور آخر اس کے جال میں ویسا ہی ایک اور پھنس گیا۔ بہزاد نے پرندا پکڑا اور اسے لے جا کر بادشاہ کو دے دیا۔ بادشاہ نے پرندہ تو لے لیا، لیکن اسے ایک پیسہ بھی نہ دیا۔ بہزاد سمجھ گیا کہ بادشاہ بھی دکان دار کی طرح ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ چالاک ہے اور یہ بے وقوف۔

www.ahnafmedia.com

بڑا سخی کون؟

.....رانا سعید اقبال، لاہور

ایک آدمی نے حاتم طائی سے پوچھا: اے حاتم! کیا سخاوت میں کوئی تجھ سے آگے بڑھا ہے؟ حاتم نے جواب دیا: ہاں! قبیلہ طے کا ایک یتیم بچہ مجھ سے زیادہ سخی نکلا جس کا قصہ کچھ یوں ہے کہ دورانِ سفر میں شب بسری کے لیے ان کے گھر گیا، اس کے پاس دس بکریاں تھیں، اس نے ایک ذبح کی، اس کا گوشت تیار کیا اور کھانے کے لیے مجھے پیش کر دیا۔

اس نے کھانے کے لیے مجھے جو چیزیں دیں ان میں مغز بھی تھا۔ میں نے اسے کھایا تو مجھے پسند آیا۔ میں نے کہا: واہ سبحان اللہ! کیا خوب ذائقہ ہے۔ یتیم بچہ فوراً باہر نکل گیا اور ایک ایک کر کے تمام بکریاں میری لاعلمی میں اس نے ذبح کر ڈالیں اور سب کے مغز مجھے پیش کیے۔ جب میں کوچ کرنے لگا تو کیا دیکھا کہ گھر کے ارد گرد ہر طرف خون ہی خون بکھرا پڑا ہے۔ میں نے اس سے کہا: آپ نے تمام بکریاں کیوں ذبح کیں؟

اس نے کہا: واہ، سبحان اللہ! آپ کو میری کوئی چیز اچھی لگے اور میں اس پر بخل کروں، یہ عربوں کیلئے بدترین گالی ہے۔

حاتم سے پوچھا گیا: بدلے میں آپ نے اسے کیا دیا؟ انہوں نے کہا: تین سو سرخ اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں۔ ان سے کہا گیا: تو پھر آپ اس سے بڑے سخی ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں وہ مجھ سے زیادہ سخی ہے کیونکہ اس نے اپنا سب کچھ لٹا کر سخاوت کی جبکہ میں نے تو اپنے بہت سے مال میں سے تھوڑا سا خرچ کر کے سخاوت کی ہے۔

www.ahnafmedia.com

قسط نمبر 29: ..... امان اللہ کاظم

ظہیر الدین محمد بابر

بابر کا دیرینہ دوست اور اس کا فن سپاہ گری کا استاد قنبر علی عرف سلاخ جو کچھ عرصہ قبل بابر کو الوادع کہہ کر اپنے آبائی وطن مغلستاں کی طرف مراجعت کر گیا تھا اچانک بار دگر بابر کے پاس لوٹ آیا، پہلی نظر میں تو بابر اسے پہچان ہی نہ پایا کیونکہ اس کا چہرہ کافی سوجا ہوا تھا اور اس نے اپنی کنپٹیوں پر پھاہے رکھے ہوئے تھے جونہی وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اس نے بابر کی طرف قدم بڑھائے تو بابر نے دیکھا کہ وہ لنگڑا رہا تھا نہ تو اس کے سر پر پگڑی تھی اور نہ ہی پاؤں میں جوتے تھے۔ اس کی ایسی ہیت کذائی کی وجہ سے بابر اسے پہلی نظر میں پہچان نہ سکا تھا۔ مگر جونہی وہ اس کے قریب آیا تو بابر نے اسے پہچان لیا۔

قنبر علی کی یہ ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر بابر کو بے حد افسوس ہوا اس نے بڑی بے قراری سے قنبر علی سے پوچھا کہ اس کی یہ حالت کیونکر ہوئی؟ قنبر علی نے رقت آمیز لہجے میں بابر کو جواب دیا کہ میری اس حالت کا ذمہ دار سلطان احمد تنبل ہے۔ جب وہ آپ کے والد مرحوم کی ملازمت میں تھا تو اس کی میرے ساتھ بڑی گہری دوستی تھی مگر اب جبکہ میرا اس سے آمنا سامنا ہوا تو اس نے پرانی دوستی کا خیال رکھے بغیر مجھے اپنے آدمیوں کے ذریعے خوب پٹوایا اور پھر میری اس دگرگوں حالت کے باوجود مجھے ایک کھیت میں پھنکوا دیا۔ مجھے نہیں معلوم میں کب تک حالت نزع میں زمین پر پڑا رہا۔؟ مجھے جب ہوش آیا تو میں نے خود کو وہاں تنہا پایا۔ ارد گرد نظر دوڑائی تو وہاں نہ تو کوئی آدم تھا اور نہ آدم زاد۔

میرے جسم کے ایک ایک عنصر سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ میرے

www.ahnafmedia.com

چہرے، میری پشت، سینے اور ٹانگوں پر بھرپور چوٹیں لگی تھیں، میرا وفادار گھوڑا میرے قریب کھڑا ہنہنا رہا تھا۔ گھوڑے کی قربت نے مجھے حوصلہ دیا اور میں لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور جھومتا جھامتا ہوا اس کی پشت پر بیٹھ گیا۔ گھوڑے کی وفاداری دیکھ کر آپ کے ساتھ ساتھ کی ہوئی میری بے وفائی مجھے کچوکے دینے لگی۔ بنابریں اب میں تلافی مافات کے لیے آپ کے حضور حاضر ہوں۔ آپ مجھے معاف فرما دیجیے اور اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرما لیجیے۔

بابر نے قنبر علی عرف سلاخ کی داستان المناک سنی اور پھر گہرا سانس لے کر کچھ یوں گویا ہوا: ترکی زبان کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ اپنے دوست پر اتنا بھی بھروسہ نہ کرو کہ وہ تمہاری کھال میں بھس بھروا دے۔ تو نے سلطان احمد تنبل جیسے بد طینت اور احسان فراموش سے رشتہ دوستی استوار کیا اور پھر اس پر اس قدر بھروسہ کیا کہ اس نے تیری ہڈی پسلی ایک کر کے مرنے کے لیے زمین غیر ذی زرع میں پھنکوا دیا۔ شاید تیری زندگی ابھی باقی تھی کہ تو زندہ سلامت میرے پاس پہنچ گیا، تو فکر نہ کر تو میرے لیے نہایت محترم اور ذی عزت ہے میں تیرا پرانا منصب تجھے لوٹاتا ہوں اور تیرے علاج کا بندوبست بھی کراتا ہوں۔ روبہ صحت ہو کر اپنے فرائض کی بجا آوری پر کاربند ہو جا۔

بابر کی شاندار پذیرائی پر قنبر علی روہانسا سا ہو گیا اور اپنے کیے پر نادم سا دکھائی دینے لگا اس نے آگے بڑھ کر بابر کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ بابر کے ارد گرد اس کے دوسرے مصاحب اور اعلیٰ عہدے دار بھی اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔ ان لوگوں میں علی دوست طغائی اور اس کا بیٹا بھی شامل تھا۔ وہ دونوں باپ بیٹا اپنے ماضی کے کردار پر نہایت شرمسار دکھائی دے رہے تھے اس کے پاس اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ کسی طرح بابر کی اجازت حاصل کر کے

www.ahnafmedia.com

اندجان کی طرف مراجعت کر جائے اور پھر سلطان احمد تنبل اور شہزادہ جہانگیر مرزا کے ساتھ مل کر اندجان پر قبضہ کرلے اور بابر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہاں سے بے دخل کر دے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی فطرت کبھی نہیں بدلتی۔

علی دوست طغائی کی ظاہری شرمندگی وقتی اور عارضی تھی وہ بابر کے سامنے اگرچہ بھیگی بلی کی طرح چھیچھڑوں کے خواب دیکھ رہا تھا، علی دوست نے اپنی نشست سے کھڑے ہو کر بابر سے دست بستہ درخواست کی کہ آقا آپ نے تو اندجان کو سلطان احمد تنبل اور جہانگیر مرزا کے رحم وکرم پر چھوڑ رکھا ہے مجھے لگتا ہے کہ آپ مستقبل قریب میں اندجان جاتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے کیونکہ آپ نے بہر صورت سمرقند پر حملہ آور ہونے اور اسے فتح کرنے کا عزم کر رکھا ہے اندریں حالات آپ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟ اندجان سے آپ کی عدم موجودگی سلطان احمد تنبل اور جہانگیر مرزا کو اور شیر کر دے گی۔ یہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنے مستقر سے نکل کر وادیٔ فرغانہ پر اپنا قبضہ جمالیں کیونکہ انہیں وہاں تک پہنچنے کے لیے اب کوئی امر مانع نہیں ہو گا۔ اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اندجان جاکر ان کے ارادوں کے درمیان حائل ہو جاؤں اور انہیں کسی طرح بھی وادیٔ فرغانہ پر قابض ہونے سے روکوں۔

علی دوست کہتے کہتے رک گیا اور بابر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اس کی دلی کیفیات بھانپنے کی کوشش کرنے لگا۔ سچ تو ہے کہ بابر اس وقت اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی کے تار وپود میں الجھا ہوا تھا۔ وہ سچ کہہ رہا تھا کہ وہ کسی طرح ازبک دراندازکو سمرقند سے بے دخل کرے اور وہاں مغلوں کی عملداری کو قابل عمل بنائے یہ کتنے کرب کی بات تھی کہ ازبک سردار شیبانی خان نے اس کے چچازاد سلطان احمد مرزا کو دھوکے سے قتل کرادیا تھا اور اس کی ماں کو جو کہ شیبانی خان کی منکوحہ بننے کے خواب دیکھ رہی تھی اسے اپنی رکھیل [داشتہ] کے طور پر اپنے حرم میں داخل کرلیا

www.ahnafmedia.com

تھا۔ بابر نے علی دوست کو اندجان جانے اجازت دے دی کیونکہ اب وہ ایک ایسے شخص کی ہمراہی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا کہ جس کا ماضی ریشہ دوانیوں اور غداریوں سے عبارت تھا۔ علی دوست نے بابر کی فراخدلی کی بے حد تعریف کی اور سلطان احمد تنبل کو انتہائی نادر مغلظات سے نوازا۔ حالانکہ اس کے طرز تکلم سے اس کی دلی خباثت روز روشن کی طرح عیاں تھی۔

علی دوست کے چلے جانے کے بعد بابر نے سمرقند سے متعلق اپنے مصاحبین اور فوجی سرداروں سے اپنی مشاورت جاری رکھی۔ موجودہ حالات کے پیش نظر مستقبل کی منصوبہ بندی ضروری تھی۔ قنبر علی نے بابر کو بتایا کہ میں ایک ایسے نجومی کو جانتا ہوں جو مستقبل کا حال بتانے پر قادر ہے۔ بابر نے قنبر علی کو اجازت دی کہ وہ اس نجومی کو بلا بھیجے تا آنکہ اس کے مشورے سے مستقبل کی منصوبہ بندی کی جائے۔ قنبر علی نے اشارہ پاتے ہی نجومی کی راہ لی اور اسے کچھ ہی دیر میں بابر کے سامنے آ حاضر کیا۔ اس مجلس مشاورت میں اندجان کے خواجہ قاضی [جسے سلطان احمد تنبل نے مصلوب کر دیا تھا] کا بھائی ابوالمکارم [جو کہ ایک درویش صفت انسان تھا] بھی شامل تھا۔ درآمد شدہ نجومی کو حساب لگانے کے لیے کہا گیا تو ہو کچھ دیر تو مراقبے میں رہا اور پھر یوں گویا ہوا: سلطان معظم! اس وقت شیبانی کے مقدر کا ستارہ عروج پر ہے اس لیے سمرقند پر اس کا کئی سال تک عروج قائم رہے گا جب کہ آپ کے ستارے اس وقت مائل بہ زوال ہیں۔ نجومی کے بے سروپا باتوں نے بابر کے ذہن کو پراگندہ کر دیا اور اس کے دل میں ایک وہم سا بیٹھ گیا [نجومی اس شخص کو کہتے ہیں جو ستاروں کو دیکھ کر حالات بتانے کا دعویٰ کرے شریعت اسلامیہ کی رو سے ان سے آنے والے حالات کی باتیں سننا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ نجومی جو کچھ کہہ رہا ہے وہ باتیں بھی سچ ہیں، یہ اعتقاد شریعت اسلامیہ کے سراسر منافی ہے اور فضول کام ہے] وہ رات بھر بے چین رہا۔ خدا جانے

www.ahnafmedia.com

کس وقت اس کی آنکھ لگ گئی بابر نے خواب میں مشہور صوفی بزرگ ابو عبد اللہ احرار کو دیکھا بابر نے اس بزرگ کو بچپن میں بھی دیکھا تھا کیونکہ اس کا باپ عمر شیخ مرزا ان کا مرید تھا وہ ہر سال اس بزرگ کی خانقاہ پر باقاعدگی سے حاضری دیا کرتا تھا عموماً بابر بھی اپنے والد کے ہمراہ وہاں جایا کرتا تھا۔ اور پھر بابر کی آنکھ کھل گئی۔ بڑی دیر تک اس پر کچھ عجیب سی کیفیت طاری رہی یہ وہی صبح تھی جب قاسم بیگ نے ہزاروں آدمی بابر کے سامنے لا کھڑے کیے تھے۔ اس طرح بابر کی فوج میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ دوسرے لوگوں کی دیکھا دیکھی بابر کے پرانے مغل سپاہی جو بابر کو چھوڑ گئے تھے۔ بار دگر بن بلائے حاضر ہونے لگے۔ بابر اپنے فوجیوں کے اضافے کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ بابر کو خوشی ہو رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس مرتبہ اللہ نے چاہا تو وہ سمرقند شیبانی خان سے چھین لے گا۔

اگرچہ فوجی نفری میں اضافے کی وجہ سے بابر کو اطمینان قلب ضرور حاصل ہوا تھا مگر دوسری طرف وہ اپنی منکوحہ عائشہ کے معاندانہ رویے سے کافی دل گرفتہ بھی تھا۔ اگرچہ عائشہ سے اس کو بچپن ہی سے محبت تھی مگر کم سنی ہی سے اس کی بے اعتنائیوں نے بابر کا سکون غارت کر رکھا تھا۔ بابری والے واقعے کے بعد تو دونوں میاں بیوی کے درمیان نفرتوں کی ایک وسیع خلیج آ واقع ہوئی تھی۔ عائشہ کے ناقابل برداشت منفی رویے نے بابر کے جذبہ محبت کو شکست سے دوچار کر دیا تھا۔ اگرچہ بابر نے عائشہ کو اپنے گھر سے تو نہ نکالا مگر اس کے ہاں آنا جانا موقوف کر دیا۔ ابتداء میں تو بابر کے ذہن کو عائشہ کی بے وفائی کے کچوکے لگتے رہے مگر آہستہ آہستہ اس کی طبیعت معمول پر آتی چلی گئی۔ اس نے عائشہ کے خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یک طرفہ محبت کی بیل کبھی منڈھے نہیں چڑھتی۔ بابر نے اپنی بھرپور قوت ارادی سے عائشہ کی محبت کو اپنے ذہن اور دل سے نکال باہر کیا تھا۔ [جاری ہے]

www.ahnafmedia.com

قسط نمبر 31: صلوۃ التسبیح، صلوٰۃ الحاجۃ، تحیۃ الوضوء

نماز اہل السنت والجماعت..... نفل نمازیں

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

صلوٰۃ التسبیح:

صلوۃ التسبیح بہت اہمیت کی حامل ہے۔اس کی چار رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ ہر رکعت میں پچہتر (75) بار یہ تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنی چاہئے۔ طریقہ اس حدیث میں منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یَاعَبَّاسُ! یَاعَمَّاہ! اَلَاَاُعْطِیْكَ اَلَاَاَمْنَحُكَ اَلَاَاَحْبُوْكَ اَلَاَاَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَااَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَاللہُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ قَدِیْمَہٗ وَ حَدِیْثَہٗ خَطَأَہٗ وَعَمَدَہٗ صَغِیْرَہٗ وَ كَبِیْرَہٗ سِرَّہٗ وَ عَلَانِیَتَہٗ عَشْرَ خِصَالٍ اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَءُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَائَةِ فِیْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُلِلہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّااللہُ وَاللہُ اَكْبَرُخَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُھَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُھَاعَشْرًا ثُمَّ تَھْوِیْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُھَاوَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُھَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ فَتَقُوْلُھَاعَشْرًا۔

فَذَالِكَ خَمْسٌ وَّ سَبْعُوْنَ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِیْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّیَھَا فِیْ كُلِّ یَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ جُمْعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ شَھْرٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ

www.ahnafmedia.com

فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً۔ (سنن ابی داؤد: باب صلوۃ التسبیح، جامع الترمذی: باب ماجاء فی صلوۃ التسبیح)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ اے چچا! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ، تحفہ اور ایک خبر نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس باتیں نہ بتاؤں کہ جب آپ انہیں کر لیں تو اللہ تعالی آپ کے نئے پرانے بھول کر کئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے، چھوٹے بڑے، چھپ کر کئے یا ظاہر سب گناہ معاف فرما دیں۔ وہ دس خصلتیں (باتیں) یہ ہیں کہ

آپ چار رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھیں۔ جب پہلی رکعت میں قرات سے فارغ ہوں تو قیام ہی کی حالت میں یہ کلمات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار پڑھیں، جب رکوع کریں تو حالت رکوع میں دس بار پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ کے لئے جھک جائیں تو سجدہ میں دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ کریں تو دس مرتبہ کہیں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں (پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں) ہر رکعت میں یہ کل پچھتر بار ہو گئے۔ آپ چار رکعت میں ایسا ہی کریں۔ اگر ہر دن پڑھنے کی طاقت ہو تو ہر دن پڑھیں، اگر ایسا نہ کر سکیں تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھیں، ہر جمعہ کی طاقت نہ ہو تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھیں، اگر ہر مہینہ میں نہ پڑھ سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں اور اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو عمر بھر میں ایک بار ضرور پڑھیں۔

ایک دوسرا طریقہ بھی صلوۃ التسبیح کے متعلق مروی ہے۔ وہ یہ کہ ثناء پڑھنے کے بعد مذکورہ تسبیح پندرہ بار پڑھے۔ پھر رکوع سے پہلے رکوع کی حالت میں، رکوع کے بعد، سجدہ اولیٰ میں، سجدہ کے بعد بیٹھنے کی حالت میں، پھر دوسرے سجدہ میں دس دس

www.ahnafmedia.com

بار پڑھے پھر سجدہ ثانی کے بعد نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو جائے۔ باقی ترتیب وہی ہے۔

(جامع الترمذی ج1 ص109 باب ماجاء فی صلوۃ التسبیح)

دونوں طریقوں میں سے جس کو اختیار کرے، اس کے مطابق پڑھ سکتا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ تسبیح ہر رکعت میں پچھتر بار ہونی چاہیے۔

صلوٰۃ الحاجۃ:

آدمی کو جب کوئی ضرورت پیش آئے تو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھے۔ پھر باری تعالی کی حمد و ثناء کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور عاجزی و انکساری سے دعا کرے تو یقیناً اللہ تعالی اس کی حاجت پوری فرمائیں گے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ حَاجَۃٌ اَوْاِلٰی اَحَدٍ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ لِیُثْنِ عَلَی اللّٰہِ وَلْیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْیَقُلْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

(جامع الترمذی ج1 ص108)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ کی طرف یا مخلوق کی طرف کوئی ضرورت ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعتیں پڑھے۔ پھر اللہ تعالی کی حمد و ثناء کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر یہ دعا پڑھے (:ترجمہ یہ ہے) اللہ حلیم و

www.ahnafmedia.com

کریم کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ تعالی پاک ہے، عرش عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام عالمین کا رب ہے۔(اے اللہ!) میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی رحمت کو واجب کرنے اور بخشش کو لازم کرنے والی چیزوں کا، اور ہر نیکی سے حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی کا۔ میرے کسی گناہ کو معاف کئے بغیر نہ چھوڑ، کسی غم کو دور کئے بغیر نہ چھوڑ، اور کوئی حاجت جو آپ کی رضا کا سبب ہو پورا کئے بغیر نہ چھوڑ۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والی ذات!

تحیۃ الوضوء:

اس کی دو رکعتیں ہیں۔ وضو کرنے کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ! حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ ؕ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةِ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ۔ (صحیح البخاری ج1 ص154 باب فضل الطھور باللیل والنہار)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ”اے بلال! مجھے بتا کہ اسلام میں تیرا وہ کون سا عمل ہے جس کی مقبولیت کی زیادہ امید ہو؟ کیونکہ میں نے تیرے جوتوں کی آواز جنت میں سنی ہے۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا ایسا عمل تو کوئی نہیں، لیکن اتنی بات ہے کہ جب بھی میں نے طہارت کی ہے (وضو وغیرہ) دن میں یا رات کو کسی بھی وقت تو اس طہارت کے ساتھ جتنا ہو سکا میں نے نماز ضرور پڑھی ہے۔“

www.ahnafmedia.com

☺☺ گوشۂ ظرافت ☺☺

ہمارا دوپٹہ

☺ شوہر: میں تنگ آگیا ہوں! تم ہمیشہ میرا گھر، میری کار، میرا میرا کرتی رہتی ہو کبھی ہمارا بھی کہا کرو۔ اب الماری میں کیا ڈھونڈ رہی ہو؟

بیوی: ہمارا دوپٹہ۔

بہانہ

☺ جہاز میں برابر کی سیٹ پر بیٹھی خوبصورت خاتون سے ایک شخص نے پوچھا: کیا میں اس پرفیوم کا نام پوچھ سکتا ہوں جو آپ نے لگا رکھی ہے۔ میں اپنی بیوی کو تحفے میں دینا چاہتا ہوں۔

قریب میں بیٹھے باباجی سے رہا نہ گیا اور بولا یہ پرفیوم اپنی بیوی کو مت دینا ورنہ کسی ذلیل آدمی کو اس سے بات کرنے کا بہانے مل جائے گا۔

پائپ

☺ ایک راہگیر: (دیہاتی سے) یہ آپ کے حقّے کا پائپ اتنا لمبا کیوں ہے؟

دیہاتی: ڈاکٹر صاحب نے مجھے تمباکو سے دور رہنے کے لیے کہا ہے۔

انعام

☺ ایک شخص (ریس دیکھتے ہوئے، دوسرے شخص سے) یار! انعام کون سے والے کو ملے گا؟

دوسرا شخص: سب سے آگے والے کو ملے گا۔

پہلا شخص: تو پھر پیچھے والے کیوں بھاگ رہے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

میں تجھ سے کم نہیں

☺ ایک شخص خیالات میں گم چلا جا رہا تھا' ایسے میں ایک گدھے نے اسے دولتّی رسید کر دی اس نے گدھے کو دو تین لاتیں رسید کیں اور بولا "کیا میں تجھ سے کم ہوں؟"

خالص دودھ

☺ استاد: سب لڑکوں نے دودھ پر دو صفحات کا مضمون لکھا ہے، اور تم نے دو سطر کا۔

شاگرد: جناب! میں نے خالص دودھ پر مضمون لکھا ہے۔

کھٹارا کار

☺ ایک دوست: (دوسرے پر رعب ڈالتے ہوئے) اگر میں صبح اپنی کار میں بیٹھ کر اپنی زمین دیکھنے نکلوں تو شام تک پوری زمین نہیں دیکھ پاتا۔ دوسرا: پچ پچ! بہت عرصہ پہلے ہمارے پاس بھی ایک ایسی ہی کھٹارا کار تھی ۔

ٹیبل لیمپ

☺ ہاسٹل میں رہنے والے ایک دوست نے دوسرے سے پوچھا:

"کیا بات ہے، تم بہت پریشان ہو؟"

دوسرے نے جواب دیا": کیا بتاؤں یار، میں نے گھر والوں کو خط لکھا تھا کہ ٹیبل لیمپ خریدنے کے لیے 500 روپے بھیج دیں، انہوں نے ٹیبل لیمپ بھیج دیا۔"

✪ محترم قارئین !آپ بھی ہمیں اچھے اچھے لطیفے بھیجیں، غیر اخلاقی اور غیر شرعی لغویات سے گریز کریں۔

www.ahnafmedia.com

بے پردہ عورت

رومیشہ مجتبیٰ

عورت کو اللہ تعالیٰ نے پردے کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ غیر محرم مردوں سے پردہ کرے۔ اس کے فوائد بے شمار ہیں اور اس کو چھوڑنے پر جتنے معاشرے میں فسادات ہیں وہ سب کے سامنے ہیں کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس پر قرآن و سنت سے کئی دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن اولیاء کرام نے دین کے احکامات کو مثالوں کے ذریعے بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں کہ

ایک مرتبہ ایک بزرگ نے ایک محفل میں اپنی بند ہتھیلی کو سب کی طرف کرکے دریافت فرمایا میرے ہاتھ میں کیا ہے۔؟

کچھ نے جواب دیا شاید آپ کے ہاتھ میں ہیرے جواہیرات ہیں۔

پھر ایک صاحب سے پوچھا انہوں نے بھی کچھ سوچ کے بعد جواب دیا: شاید سونا ہے۔

پھر پوچھنے پر ایک نے جواب دیا کہ آپ کے ہاتھ میں اگر ہیرے جواہیرات نہیں اور سونا بھی تو یقیناً چاندی یا کوئی قیمتی چیز ہو گی۔

تب ان بزرگ نے اپنے ہاتھ کو کھولا تو ان کے ہاتھ پر چند کنکریاں تھی سب حیران رہ گئے۔

وہ بزرگ فرمانے لگے کہ عورت کی مثال اس بند مٹھی کی طرح کی اگر وہ بند ہے (یعنی باپردہ) ہے تو ہیرے جواہیرات، سونا چاندی اور اس کی بیش بہا قیمت ہے لیکن اگر وہ مٹھی کی طرح کھل جائے (بے پردہ ہو جائے) تو وہ بے وقعت پتھر اور کنکریوں کی مانند ہے جس کی کوئی عزت اور قیمت نہیں۔

www.ahnafmedia.com

ہمارا کچن..... گاجر کا حلوہ

اہلیہ مولانا عابد جمشید رانا

میری پیاری پیاری بہنو! موسم سرما آچکا ہے اس موسم کی خاص سوغات گاجر کا حلوہ ہوتا ہے۔ آیئے میں آپ کو ایک ایسی ترکیب بتانے لگی ہوں اگر آپ نے ایسے بنا لیا تو سارے گھر والے آپ کو دعائیں دیتے دیتے تھک جائیں گے۔

اشیاء	مقدار
گاجر	ایک کلو
کھوا	500 گرام
بادام + کاجو	سجاوٹ کے لیے جتنے مرضی لے لیں
گھی	دو کپ
دودھ	ایک لیٹر
زعفران	حسب منشاء
شکر	حسب ضرورت
الائچی	8 عدد

ترکیب: گاجر دھو کے اس کو باریک کدو کش کر لیں، ایک کڑھائی میں گھی گرم کر کے گاجر ڈال کے اچھی طرح سے بھون لیں۔ اس کے بعد اس میں حسب ضرورت شکر اور آدھا کلو کھوا دودھ میں ملا کر ڈالیں، زعفرانی رنگ اور الائچی کا پاؤڈر ڈالیں،، پندرہ سے بیس منٹ تک دھیمی آنچ پر پکائیں۔ جب اچھی طرح سے پک جائے تو چولہا سے اتار لیں، بادام اور کاجو تراش کر دہ ڈال کر اس کو سجالیں۔ ہاتھ دھو کر اور بسم اللہ پڑھ پر دستر خوان پر لگے گاجر کے حلوے کو تناول کریں۔ آپ کے آراء کا انتظار رہے گا۔

www.ahnafmedia.com

انا للہ وانا الیہ راجعون

جامعہ دارالعلوم کراچی کے معروف استاد حضرت مولانا ظاہر شاہ انتقال فرما گئے ہیں۔

ملک پاکستان کے معروف مذہبی اسکالر، محقق زماں حضرت مولانا مہر محمد آف میانوالی انتقال فرما گئے ہیں۔

محترم جناب محمد امین ملغانی آف لیہ کے صاحبزادے احسن تقویم کینسر کے جان لیوا مرض سے انتقال کر گئے۔ بھائی محمد جنید حنفی بقضائے الٰہی انتقال کر گئے ہیں۔

اس کے علاوہ جو بھی ظالمانہ کارروائیوں میں شہید ہوئے بالخصوص پنڈی حادثے کا شکار ہونے والے علماء، طلباء، بے گناہ شہری اور تاجر برادری، ہسپتالوں میں دم توڑ گئے، ڈرون حملوں میں جان کی بازی ہار گئے یا عام طبعی موت مر گئے۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان ظلماً شہید ہو رہے ہیں برما، کشمیر، افغانستان، شام وغیرہ۔ مدیر ماہنامہ بنات اہل السنت کی پوری ٹیم، احناف ٹرسٹ، احناف میڈیا سروس، مرکز اصلاح النساء سرگودھا اور مرکز اھل السنت والجماعت سرگودھا کے تمام اراکین ان کے لیے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے۔

تمام قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ ایک بار سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام موتیٰ کو ایصال ثواب کر دیں! ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر کسی نیک کام کے اجر میں دوسرے کو ثواب میں شریک کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو ثواب پہنچا دیتے ہیں۔ اس کا نام ایصال ثواب کہتے ہیں۔ ہم ثواب اور ایصال ثواب دونوں کے قائل ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح سے عافیت و سلامتی کے ساتھ رکھیں۔ اپنے فوت شدگان کی اطلاع دینے کے لیے **0332-4576084** پر S.M.S کریں!

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنّت والجماعت

ایک ادارہ، ایک تحریک

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورۂ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وسالکین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلۂ حق (سہ ماہی)۔ فقیہ (ماہنامہ)۔ بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری ونظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عُشر، صدقات کی مد میں تعاون فرمائیں

میزان بینک سرگودھا

اکاؤنٹ نمبر

1401-03600000900

بنام محمد الیاس

خط وکتابت: مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487